بسلسلۂ جشن دوصد سالہ حضور شمس مارہرہ

شمسِ مارہرہ ابوالفضل شمس الدین آلِ احمد حضرت اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کے

مختصر حالاتِ طیبات

تذکرۂ شمس مارہرہ



اُسید الحق قادری بدایونی

بسلسلۂ جشن دو صد سالہ حضور شمس مارہرہ

تذکرۂ شمس مارہرہ

اسید الحق قادری بدایونی

سلسلۂ مطبوعات 106

کتاب: تذکرۂ شمس مارہرہ
مؤلف: اسید الحق قادری بدایونی
طبع اول: محرم ۱۴۳۵ھ/نومبر ۲۰۱۳ء

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in

Distributor
Maktaba Jam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418
Mob. : 0091-9313783691

Distributor
New Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

انتساب

صاحبِ تذکرہ حضرت شمس مارہرہ

کے

فرزندارجمند

حضرت سید شاہ آل نبی عرف سائیں صاحب

(وصال:۱۱۹۶ھ)

کے نام

جو کم سنی میں واصل بحق ہوئے

☆

نیازمند موروثی

اسید الحق

جشن دو سو سالہ حضور شمس مارہرہ

رواں سال ۱۴۳۵ھ میں شمس مارہرہ غوث زماں حضرت شمس الدین آل احمد حضور اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کے وصال کو دوسو سال مکمل ہورہے ہیں۔خانقاہ قادریہ بدایوں کا قیام اور یہاں سے فیضان قادریت کا اجرا حضور شمس مارہرہ کی نظر عنایت اور کرم فرمائی ہی کا نتیجہ ہے، اس لیے حضرت اقدس مرشد برحق شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری مدظلہ (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف) نے فرمایا کہ ''اس موقع پر خانقاہ قادریہ کو حضور شمس مارہرہ کی بارگاہ میں شایان شان انداز میں خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے''۔تاج الفحول اکیڈمی نے حضرت اقدس کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اس سلسلے میں تین کتابوں کی اشاعت کا منصوبہ ترتیب دیا:

(۱) **آداب السالکین**: تصنیف حضور شمس مارہرہ۔ترجمہ وتقدیم: امین ملت حضرت سید شاہ امین میاں قادری مدظلہ (زیب سجادہ خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف)

(۲) **برکات مارہرہ**: تصنیف مولوی طفیل احمد متولی بدایونی

(۳) **تذکرۂ شمس مارہرہ**: ترتیب صاحبزادۂ گرامی مولانا اسید الحق قادری

یہ تینوں کتابیں **عرس قادری** کے موقع پر ۱۷ر محرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲ر نومبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہونے والی عظیم الشان 'شمس مارہرہ کانفرنس' میں منظر عام پر آرہی ہیں، جو زائرین عرس قادری اور عقیدت مندان حضور شمس مارہرہ کے لیے بہترین سوغات ہے۔

زیر نظر کتاب 'تذکرۂ شمس مارہرہ' اسی اشاعتی منصوبے کی تیسری کتاب ہے، جو اہل ذوق اور اہل عقیدت ومحبت کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی دینی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی ومذہبی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے اور ہمارے رفقا ومعاونین کو خیر وبرکت اور مزید حوصلہ عطا فرمائے۔آمین

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات



ابتدائیہ

غوث زماں، شمس مارہرہ حضرت شمس الدین آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کی حیات میں ان کے ایک جاں نثار مرید وخلیفہ مولانا شاہ محمد افضل صدیقی بدایونی (متوفی: ۱۸۴۶ء) نے سنہ ۱۲۲۷ھ میں 'ہدایت الخلوق' کے نام سے فارسی میں آپ کی سوانح قلم بند کی تھی۔ یہ غالباً حضرت شمس مارہرہ کی اولین سوانح ہے۔

اس کے تقریباً ۴۷ر برس بعد ۱۲۷۴ھ میں حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ کے ایک مرید حافظ علی اسداللہ مجیدی بدایونی کی فرمائش پر مولوی مجاہدالدین ذاکر بدایونی (متوفی: ۱۳۳۴ھ) نے اس کا اردو ترجمہ کیا جس کو 'تنبیہ الخلوق' کے نام سے موسوم کیا۔ مولوی مجاہدالدین ذاکر خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے۔ انہوں نے 'ہدایت الخلوق' کے ترجمے کے ساتھ ساتھ بطور ضمیمہ بہت سے واقعات وحالات کا اضافہ بھی کیا۔

یہ دونوں کتابیں اپنی اہمیت کے باوجود بعض نا معلوم وجوہ سے اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔ مذکورہ دونوں کتابوں کے قلمی نسخوں کا عکس کتب خانہ قادریہ بدایوں شریف میں محفوظ ہے۔

حضرت اقدس صاحب سجادہ خانقاہ قادریہ دام ظلہ کے حکم سے اِس سال عرس قادری میں حضرت شمس مارہرہ کا دوسو سالہ جشن منایا جارہا ہے۔ اِس جشن کو بامقصد بنانے کے لیے طے کیا گیا کہ اس موقع پر خانوادۂ برکاتیہ بالخصوص حضور شمس مارہرہ کے متعلق کچھ نایاب کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ اس سلسلے میں جن چند کتابوں کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا ان میں سرِ فہرست یہی مذکورہ کتاب 'تنبیہ الخلوق' تھی۔

کتب خانہ قادریہ میں اس کا جو قلمی عکسی نسخہ ہے وہ بہت زیادہ واضح نہیں ہے، پھر خط بھی کم و بیش ایک صدی پرانا ہے جس کو پڑھنا اور سمجھنا آسان نہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جب یہ نسخہ مَیں

نے کمپوزنگ کے لیے جناب سید طارق علی صاحب کو دیا تو انہوں نے کہا کہ موجودہ حالت میں اِس کی کمپوزنگ خاصی دشوار ہے، پہلے اس کو صاف نقل کرانا ہوگا پھر اس کی کمپوزنگ ممکن ہوگی۔ ایک مسئلہ یہ بھی سامنے آیا کہ کتاب کی زبان قدیم ہے، تسہیل اور تحشیہ کے بغیر آج کے قاری کے لیے اس کو سمجھنا مشکل ہوگا۔ مَیں نے اِس پر کام کا ارادہ کیا، مگر اندازہ ہوا کہ یہ کام کم از کم دو تین مہینے چاہتا ہے اور یہاں وقت کم مصروفیات زیادہ تھیں، اِس لیے فی الحال اس کی اشاعت کا فیصلہ ملتوی کیا گیا، تاہم ارادہ یہی ہے کہ یہ کتاب سال ۱۴۳۵ھ کے اندر اندر منظر عام پر آ جائے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔

حضرت اقدس زیدت معالیہ نے فرمایا کہ ''کتاب 'تنبیہ الخلق' نہ سہی لیکن اِس موقع حضور شمس مارہرہ کے تعارف پر کچھ نہ کچھ ضرور آنا چاہیے''۔ لہٰذا راقم نے شمس مارہرہ کی حیات وشخصیت پر اپنے ہی دو مطبوعہ مقالے ترتیب دے کر کتابی شکل میں پیش کرنے کا فیصلہ کرلیا، جو اِس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

پہلا مقالہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے سالانہ مجلّے 'اہل سنت کی آواز' کے لیے قلم بند کیا گیا تھا، جو اُس کے خصوصی شمارے 'اکابر مارہرہ' (جلد ۱۶/شمارہ ۲۰۰۹ء) میں 'گوشۂ شمس مارہرہ' کے تحت شائع ہوا تھا۔ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ساتھ علمی و روحانی روابط وتعلقات والا مضمون اِسی سال تحریر کیا تھا، جو ماہنامہ جام نور دہلی (مئی ۲۰۱۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اب جشن دو صد سالہ حضرت شمس مارہرہ کے موقع پر کچھ حذف واضافات، نظر ثانی اور ترتیب جدید کے ساتھ یہ دونوں مقالے کتابی شکل میں شائع کیے جا رہے ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ خانوادۂ برکاتیہ کے دیگر اکابر واولیا کے مقابلے میں حضرت شمس مارہرہ پر سب سے زیادہ لکھا گیا ہے، آپ کی حیات میں آپ کے مریدین وخلفا نے اور بعد وصال دیگر اہل ارادت نے آپ کے حالات وسوانح پر متعدد کتابیں ترتیب دیں، جن میں آثار احمدی، ہدایت الخلق، گلشن ابرار اور تنبیہ الخلق وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مگر حیرت کی بات ہے کہ اِن میں سے کوئی کتاب زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکی، آج ان میں سے بعض کے چند قلمی نسخے موجود ہیں اور بعض کے بارے میں کوئی علم نہیں کہ محفوظ بھی ہیں یا دست بردِ زمانہ کا شکار ہو کر مفقود ہو گئیں۔ مطبوعہ خاندانی تذکروں یا دیگر اکابر مارہرہ کی سوانح (مثلاً تاریخ خاندان برکات، مدائح

حضور نوراور برکات مارہرہ وغیرہ) میں حضرت شمس مارہرہ کا تذکرہ ضرور آیا،لیکن میری معلومات کی حد تک حضرت شمس مارہرہ کی کوئی علاحدہ مستقل سوانح شائع نہیں ہوئی۔

اسی کے پیش نظر حضور شمس مارہرہ قدس سرہٗ کی ایک مفصل سوانح کی تالیف وترتیب میری برسوں پرانی خواہش تھی۔مصر کے دوران قیام زمانہ طالب علمی میں مَیں نے تصنیف وتالیف کے سلسلے میں اپنے فرائض،حقوق اور قرضوں کی ایک فہرست بنائی تھی،جس میں فرض یا قرض کے طور پر 'سوانح آل احمد' نامی کتاب کا خاکہ بھی بنایا تھا۔

مجھے اس اعتراف میں کوئی تأمل نہیں ہے کہ یہ مختصر سی تعارفی کتاب نہ حضور شمس مارہرہ کی عظیم شخصیت کے شایان شان تعارف کا حق ادا کرتی ہے اور نہ یہ میری دیرینہ آرزو کی تکمیل ہے،ہاں البتہ اِس مختصر اور حقیر سی کاوش کو یہ فخر ضرور حاصل ہے کہ گذشتہ دوسو سال میں یہ شمس مارہرہ کی پہلی مطبوعہ سوانح ہے۔

تاہم 'مجیدی و آل احمدی' ہونے کی حیثیت سے ایک مبسوط 'سوانح آل احمد' کی تالیف و ترتیب کو مَیں اب بھی اپنا فرض اور اپنے قلم پر قرض سمجھتا ہوں۔رب قدیر ومقتدر جلد از جلد اس فرض کی ادائیگی اور اس قرض سے سبکدوشی کا حوصلہ،صلاحیت،اسباب اور توفیق ارزانی فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین 

۲۸ر ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ/۳ر نومبر ۲۰۱۳ء	اسید الحق قادری بدایونی
بروز اتوار	خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

☆☆☆

خانوادۂ شمس مارہرہ

شمس مارہرہ نے ایک ایسے خانوادے میں آنکھ کھولی جس میں علم وفضل، روحانیت و بزرگی اور ہدایت وارشاد پشتہا پشت سے بطور وراثت منتقل ہوکر آرہے تھے۔ہم ذیل میں نہایت اختصار واجمال کے ساتھ آپ کے خاندانی پس منظر اور شجرۂ نسب پر نظر ڈالیں گے۔

آپ کا خاندان حسینی زیدی سادات کا خاندان ہے۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادے حضرت زین العابدین امام علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نسل حسینی آگے بڑھی۔ آپ کے شہزادگان میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو نمایاں نام ہیں، یہیں سے نسل حسینی مختلف شاخوں میں منقسم ہوتی ہے، جن میں باقری اور زیدی شاخیں معروف ہیں۔

حضرت امام زید شہید کی پانچویں پشت میں ایک بزرگ حضرت سید علی (بن حسین بن علی بن محمد بن عیسیٰ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے عراق کے شہر واسط تشریف لائے اور یہیں سکونت پذیر ہوئے۔آپ کی ساتویں پشت میں ایک بزرگ حضرت سید ابوالفرح واسطی اپنے ۴ رصاحبزادوں کے ہمراہ غزنی رونق افروز ہوئے۔

علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کے حوالے سے قاضی غلام شبر قادری لکھتے ہیں:

> ایک خاندان سادات زیدیہ کا مظالم حکام سے تنگ آکر واسط میں متوطن ہوا۔ اُن میں سے سید ابوالفرح واسطی رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے چار صاحبزادوں سید معز الدین، سید ابوفراس، سید ابوالفضائل، سید داؤد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسط سے غزنی تشریف لائے اور چندے قیام فرما کر مع ایک صاحبزادے سید معز الدین کے وطن کو واپس ہوئے۔تین صاحبزادے سید ابو فراس، سید

ابوالفضائل اور سید داؤد ہندوستان میں تشریف لائے۔ سید ابوفراس رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے سید ابوالفرح ثانی، اُن کے بیٹے سید حسین، اُن کے بیٹے سید علی، اُن کے صاحبزادے سید محمد صغریٰ جد سادات کرام بلگرام ہیں۔☆

حضرت سید محمد صغریٰ (وصال:۶۴۵ھ) سادات زیدیہ بلگرام کے مورث اعلیٰ ہیں۔ آپ کی گیارہویں پشت میں حضرت سید میر عبدالواحد بلگرامی (ولادت:۹۱۶ھ/ وصال ۱۰۱۷ھ) قدس سرہٗ ہیں جن کا نام علمی اور صوفی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ 'سبع سنابل' آپ کی معروف تصنیف ہے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سید میر عبدالجلیل چشتی بلگرامی (ولادت: ۹۷۲ھ/ وصال:۱۰۵۷ھ) وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے بلگرام سے ہجرت کر کے مارہرہ کو اپنا وطن بنایا اور آج بھی وہیں آسودۂ خاک ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت میر سید اویس (وصال:۱۰۹۷ھ) آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔

آپ کے صاحبزادے صاحب البرکات حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی (وصال:۱۱۴۲ھ) امام سلسلۂ برکاتیہ ہیں۔ آپ کے خاندان میں گو کہ سلاسل چشتیہ وقادریہ وغیرہ تمام معروف سلاسل تھے، لیکن اکابر خانوادہ پر رنگ چشتیہ نظامیہ غالب رہا۔ آپ نے کالپی شریف جا کر حضرت سیدنا شاہ فضل اللہ کالپوی قدس سرہٗ (وصال:۱۱۱۱ھ) سے اخذ فیض کیا اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے، واپس آ کر آپ نے اسی سلسلۂ قادریہ کالپویہ کا اجرا کیا اور مارہرہ مطہرہ میں خانقاہ قادریہ برکاتیہ کی بنیاد رکھی۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا شاہ آل محمد مارہروی (وصال:۱۱۶۴ھ) قدس سرہٗ علوم ظاہرو باطن کے جامع، اپنے والد کے مرید وخلیفہ اور جانشین تھے، آپ کا شمار اپنے زمانے کے اولیائے کاملین میں ہوتا ہے۔

اسدالعارفین حضرت سیدنا شاہ حمزہ عینی مارہروی (وصال: ۱۱۹۸ھ) قدس سرہٗ حضرت صاحب البرکات کے پوتے، حضرت سید شاہ آل محمد کے صاحبزادے اور صاحب تذکرہ حضرت شمس مارہرہ کے والد ماجد، استاذ، مربی اور مرشد طریقت تھے۔ قاضی غلام شبر قادری آپ کے

☆ مدائح حضور نور: ص۸۔

حالات میں لکھتے ہیں:

کبھی آپ ایک عالم دین پرور ہیں کہ ہمہ تن حمایت شریعت میں محو ہیں، کبھی ایک شاہنشاہ بے کس نواز ہیں کہ سراپا رعیت پروری میں مشغول ہیں، کبھی ایک شیخ عارف ہیں کہ ہزاروں بندہائے خدا آپ سے فیض یاب ہیں، کبھی ایک طبیب مسیحا نفس ہیں کہ صدہا مریض شفا پا رہے ہیں، کبھی ایک کریم دریا دل ہیں کہ سائلوں کی تلاش میں مستغرق ہیں، کبھی ایک مدبر شجاع ہیں کہ بڑے بڑے عقلا امور مشکلہ میں حضور سے تدابیر پوچھ رہے ہیں اور بڑے بڑے امور اہم سلطنت حضور کے اشاروں سے فیصل ہو رہے ہیں۔ پھر ہر شان میں شان وحدت وعینیت ہویدا تھی۔ واقعی جمع دنیا و دین، فقیری و شاہنشاہی بہت دشوار ہے اور یہ حضور کا خاص حصہ تھا۔☆

حضرت سیدنا شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہٗ کے ۴؍صاحبزادگان ہوئے:

[۱] صاحب تذکرہ حضرت شمس الدین ابوالفضل سید آل احمد اچھے میاں

[۲] حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں

[۳] حضرت سید شاہ آل حسین سچے میاں

[۴] حضرت سید اعلیٰ صاحب قدست اسراہم (صغر سنی میں وصال فرمایا)

☆☆☆

شجرۂ نسب:

شمس مارہرہ کی قدیم ترین دستیاب سوانح 'ہدایت الخلوق' (سنہ تالیف ۱۲۲۷ھ) میں آپ کا نسب اس طرح درج ہے:

شمس مارہرہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں

[۱]......اسد العارفین حضرت **سید شاہ حمزہ عینی** مارہروی

[۲]......حضرت **سید شاہ آل محمد** مارہروی

[۳]......صاحب البرکات حضرت **سید شاہ برکت اللہ عشقی** مارہروی

☆ مدائح حضور نور: ص ۴۲-۴۱۔

[۴]......حضرت سید شاہ میر اویس چشتی بلگرامی

[۵]......حضرت سید شاہ میر عبد الجلیل چشتی بلگرامی

[۶]......حضرت سید شاہ میر عبد الواحد چشتی بلگرامی

[۷]......حضرت سید شاہ ابراہیم بلگرامی

[۸]......حضرت سید شاہ قطب الدین بلگرامی

[۹]......حضرت سید شاہ ماہ رو

[۱۰]......حضرت سید شاہ بڑہ

[۱۱]......حضرت سید شاہ کمال

[۱۲]......حضرت سید قاسم

[۱۳]......حضرت سید شاہ حسین

[۱۴]......حضرت سید شاہ نصیر الدین

[۱۵]......حضرت سید شاہ حسین

[۱۶]......حضرت سید شاہ عمر

[۱۷]......حضرت سید محمد صغریٰ (جد اعلیٰ سادات بلگرام)

[۱۸]......حضرت سید علی

[۱۹]......حضرت سید حسین

[۲۰]......حضرت سید ابو الفرح ثانی

[۲۱]......حضرت سید ابو فراس

[۲۲]......حضرت سید ابو الفرح واسطی

[۲۳]......حضرت سید داؤد

[۲۴]......حضرت سید حسین

[۲۵]......حضرت سید یحییٰ

[۲۶]......حضرت سید زید سوم

[۲۷]......حضرت سید عمر

[۲۸]......حضرت سید زید دوم
[۲۹]......حضرت سید علی عراقی
[۳۰]......حضرت سید حسن
[۳۲]......حضرت سید علی
[۳۳]......حضرت سید محمد
[۳۴]......حضرت سید عیسیٰ معروف بہ موتم الاشبال
[۳۵]......حضرت امام زید شہید
[۳۶]......حضرت زین العابدین امام علی
[۳۷]......امام عالی مقام شہید کرب و بلا حضرت امام حسین
[۳۸]......حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم زوج
خاتون جنت سیدۃ النسا حضرت سیدہ فاطمہ بنت
سرور کائنات، فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین

☆☆☆

شمس مارہرہ کا عہد

شمس مارہرہ کا عہد مبارک (از ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء تا ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء) میں مسلمانوں کی سیاسی شان وشوکت اگر چہ اپنے آخری عہد میں تھی مگر علم وفضل اور فقر وتصوف کے میدان میں ایسی ایسی عظیم المرتبت ہستیاں موجود تھیں کہ اس عہد کو برصغیر کے چند زریں عہد میں سے ایک کہا جاسکتا ہے۔

سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے بھائیوں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے ساتھ مدرسہ رحیمیہ دہلی کی مسند درس پر جلوہ افروز تھے، بیہقیٔ وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) اور حضرت شاہ احمد انوار الحق فرنگی محلی (م ۱۲۳۶ھ) ظاہر و باطن دونوں میں فیض کے دریا بہار ہے تھے۔

علوم عقلیہ کی درس وتدریس کے لیے دہلی میں مولانا فضل امام خیر آبادی (م ۱۲۴۳ھ) لکھنؤ میں ملا مبین لکھنوی (م ۱۲۲۵ھ) اور بدایوں میں بحر العلوم ملا محمد علی عثمانی (م ۱۱۹۷ھ) کی درسگاہیں شمع علم کے پروانوں سے آباد تھیں۔

دہلی کی حکومت کمزور تھی اور دن بدن کمزور تر ہوتی جارہی تھی، شمس مارہرہ کے عہد میں دہلی کے تخت کو ۴ بادشاہوں نے زینت بخشی۔ احمد شاہ (از ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ)، عالمگیر ثانی (از ۱۱۶۷ھ تا ۱۱۷۳ھ) شاہ عالم ثانی (از ۱۱۷۳ھ تا ۱۲۲۱ھ) اور اکبر شاہ ثانی (از ۱۲۲۱ھ تا ۱۲۵۳ھ)۔ ان میں سے شاہ عالم ثانی کے بارے میں سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ آپ کا معتقد تھا اور اُس نے والیٔ اودھ نواب آصف الدولہ کے ذریعے چند دیہات ۱۱۹۸ھ میں بطور جاگیر آپ کو نذر کیے تھے۔ آپ کے عہد میں جیسا کہ عرض کیا گیا مسلمانوں کی حکومت کمزور سے کمزور تر ہوتی جارہی تھی اور رفتہ رفتہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا اثر ونفوذ بڑھتا جارہا تھا۔ فرنگیوں نے ۱۷۵۱ء میں ارکاٹ (صوبہ

کرناٹک) پر قبضہ کیا۔ یہ ہندوستان پر انگریزوں کی پہلی فتح تھی۔۱۷۵۲ء میں ترچنا پلی فتح کیا، اسی زمانے میں نظام دکن انگریزوں کا دوست بن گیا جس کے ذریعے انگریزوں کو دکن میں بھی کامل اقتدار حاصل ہو گیا۔

جنوب ہند میں اقتدار مستحکم کرنے کے بعد انگریزوں کو بنگال، بہار اور اڑیسہ کی فکر ہوئی۔ ۱۷۵۶ء میں کلکتہ کے قلعے پر حملہ کیا اور اس کے ایک سال بعد ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ ہوئی۔ نواب سراج الدولہ کو میر جعفر کی غداری کے سبب شکست ہوئی، ۱۷۶۴ء میں بکسر کے میدان میں ہندستانی فوج کو شکست ہوئی، جس کے بعد اَودھ پر انگریزوں کا اقتدار مستحکم ہو گیا۔

۱۷۶۵ء میں مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی انگریزوں کے فریب میں آ گیا اور تقریباً ایک تہائی ہندوستان فرنگیوں کے حوالے کر دیا۔ ۱۷۹۹ء میں شیرِ میسور ٹیپو سلطان کو شکست ہوئی۔ انگریزوں کی فتوحات اور ہندوستانیوں کی شکست و ریخت کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑی گئی جس کو 'غدر' یا 'بغاوت' کا نام دیا گیا اور اس میں انگریزوں کی فتح کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ختم کر کے ہندوستان کا اقتدار براہِ راست ملکہ وکٹوریہ کے زیرِ فرمان ہو گیا۔☆

☆☆☆

☆ باختصار و تلخیص از ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ: ثروت صولت۔

حیات وشخصیت

ولادت باسعادت:

شمس مارہرہ شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۲۸ ؍رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ کو مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔ 'سلطان مشائخ جہاں' سے سنہ ولادت برآمد ہوتا ہے۔

صاحب البرکات کی بشارت:

حضور صاحب البرکات سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ نے بشارت دی تھی کہ:

ہماری اولاد میں ایک صاحبزادے ہوں گے جن سے رونق خاندان دو چند ہو جائے گی۔

اور اپنا ایک خرقہ اپنی بھتیجی اور بہووالدہ حضرت سیدنا شاہ حمزہ کو عنایت فرما کر حکم دیا تھا کہ ''یہ ان صاحبزادے کے واسطے ہے''۔ شمس مارہرہ کی عمر شریف جب چار سال کی ہوئی تو آپ کے جد امجد حضرت سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ نے آپ کو اپنی گود میں بٹھا کر ارشاد فرمایا کہ:

وہ صاحبزادے یہی ہیں جن کی حضور والد ماجد نے بشارت دی تھی۔

آگے جا کر زمانے نے دیکھا کہ حضور صاحب البرکات کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلا ہوا یہ جملہ کیسا صادق آیا کہ حضور شمس مارہرہ کی ذات والا صفات سے خانوادۂ برکاتیہ کی رونق دو چند ہوئی، فیضان قادریت آپ کے ذریعے عرب وعجم میں عام ہوا۔

تعلیم وتربیت اور بیعت:

آپ نے علوم ظاہری اور باطنی کے تمام تر فیوض اپنے والد ماجد حضور اسد العارفین سے حاصل کیے، اس کے علاوہ فن طب علماً اور عملاً حکیم نصر اللہ مارہروی سے حاصل کیا۔

آپ کی روحانی تعلیم وتربیت براہ راست بارگاہ غوثیت سے ہوئی، اس لیے کہا جاسکتا ہے

کہ آپ کے روحانی معلم واستاذ خود جناب غوث الثقلین ہیں۔

حضرت شمس مارہرہ نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا شاہ حمزہ عینی مارہروی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

سجادہ نشینی:

والد ماجد حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصال (۱۱۹۸ھ) کے بعد آپ خاندانی دستور کے مطابق مسند نشینِ سجادۂ برکاتیہ ہوئے اور اپنے وصال ۱۲۳۵ھ تک کامل ۳۷ برس اس مسند روحانیت کو زینت ورونق بخشی۔

ان ۳۷ برسوں میں خانقاہ برکاتیہ کے تمام معمولات کو بحسن وخوبی انجام دیا، ایک عالم آپ کے چشمہ صافی سے فیض یاب ہوا۔ ہزاروں گم کردہ راہ آپ کی ایک نگاہ ارشاد سے صراط مستقیم پر گامزن ہوئے اور سیکڑوں تاریک دلوں کو نورِ عرفان سے منور کیا۔

عقد مسعود اور اولاد امجاد:

حضور شمس مارہرہ کا عقد مسعود سید شاہ غلام علی بلگرامی کی صاحبزادی سے ہوا۔ آپ سے ایک صاحبزادے حضرت سید آل نبی سائیں میاں اور ایک صاحبزادی تولد ہوئیں، ان دونوں نے عہد طفولیت ہی میں پردہ فرمایا۔ حضرت سائیں میاں مادرزاد ولی تھے، جو زبان سے نکل جاتا پورا ہوتا۔ آپ کا وصال ۱۳؍ربیع الاول ۱۱۹۶ھ کو ہوا اور آپ کے صرف ۲۸؍روز بعد ۱۱؍ربیع الثانی ۱۱۹۶ھ کو شہزادی صاحبہ رخصت ہوگئیں۔

حضور شمس مارہرہ کے والد ماجد اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ نے ان حضرات کی وفات کے موقع پر مفتی اودھ کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا تھا، اس طویل مکتوب گرامی میں اولاد کی وفات پر جس انداز میں صبر وضبط اور راضی برضا ہونے کی تعلیم دی گئی ہے وہ خاصہ کی چیز ہے۔ اس مکتوب کو قاضی غلام شبر قادری نے 'مدائح حضور نور' میں نقل کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ اس کی ایک نقل کتب خانہ قادریہ بدایوں میں بھی محفوظ ہے جو ۱۲۷۰ھ میں نقل کی گئی ہے۔

برادران گرامی:

حضور شمس مارہرہ حضرت اسد العارفین کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ سے چھوٹے تین صاحبزادگان گرامی وقار اور تھے، حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں

(ولادت ۱۱۶۳ھ وصال ۱۲۵۱ھ)، حضرت سید شاہ آل حسین سچے میاں (ولادت ۱۱۷۷ھ وصال ۱۲۳۵ھ) حضرت سید اعلیٰ صاحب (وفات ۱۲۹۶ھ) آخر الذکر کا وصال سن طفولیت میں ہو گیا تھا۔ اول الذکر دونوں حضرات ظاہر و باطن میں اپنے اجداد کے وارث تھے اور انہیں دونوں حضرات سے حضرت شاہ حمزہ کی نسل کا سلسلہ آگے بڑھا۔

عادات و معمولات:

حضور شمس مارہرہ مقام غوثیت پر فائز تھے اور حضور غوث اعظم کا مظہر اتم تھے۔ آپ کے شبانہ روز کے معمولات ویسے ہی تھے جو غوث اعظم کے ایک مظہر اتم کے ہونا چاہیے۔ دن مخلوق خدا کی خدمت و خیر خواہی، طالبان و سالکان کی رہنمائی، مریدین و مسترشدین کی اصلاح و تربیت اور علوم ظاہر و باطن کے افاضہ و اشاعت میں گزرتا اور رات اپنے رب کے حضور سجدۂ بندگی میں۔

مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی نے 'تنبیہ المخلوق' میں اپنے پیر و مرشد خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی کی زبانی آپ کے معمولات روز و شب کا ایک خاکہ بیان کیا ہے جس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت، ارشاد و ہدایت اور اصلاح و تربیت سے عبارت ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> حضرت پیر و مرشد (خاتم الاکابر) کی زبانی سنا ہے کہ حضرت مرشد اعلیٰ (شمس مارہرہ) شب آخر میں اٹھ کر بیت الخلا سے فارغ ہوتے، بعدۂ وضو فرما کر نماز تہجد ادا فرماتے تھے، بعد نماز صبح تک اوراد و اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ قریب صبح صادق کے مسجد میں تشریف لاتے تھے اور آتے ہی تحیۃ المسجد پڑھ کر فجر کی سنت پڑھتے تھے۔ قریب سحر فجر کی نماز با جماعت ادا فرماتے تھے، بعد فراغ نماز دست حق پرست اٹھا کر بہ آواز بلند ترقی دین اور بخشش مومنین کی دعا فرماتے تھے۔ جب حضور دعا سے فارغ ہوتے تھے فقرا گیارہ بار ذکر کلمۂ شریف بہ آواز بلند کرتے۔ بعدۂ حضور خانقاہ کو تشریف لے جاتے تھے اور پھر دن چڑھنے تک اوراد و اشغال میں مصروف رہتے تھے۔ اس وقت دروازہ بند ہو جاتا تھا کوئی اس خلوت میں باریاب نہیں ہو سکتا تھا۔ وظائف سے فراغت کے بعد محل سرا میں تشریف لے جاتے اور گھر میں سب کی خیریت دریافت فرما کر

واپس آتے اور خانقاہ میں جلوہ فرما ہوتے اور درویشوں کو طلب فرما کر استفسار واردات شبینہ فرماتے اور حال مشغولی کا سن کر ان کی اصلاح فرماتے، پھر وضو فرماتے اور درگاہ معلیٰ تشریف لے جاتے۔فقرا آگے آگے چلتے،ایک خادم جزدان وظیفہ اور مصلیٰ لے کر پہلے چلا جاتا اور معمول کی جگہ پر قبلہ رو مصلیٰ بچھا دیتا تھا۔حضرت درگاہ میں داخل ہو کر پہلے اپنے والد ماجد کے مزار پر فاتحہ وقدم بوسی کے لیے حاضر ہوتے اور پھر والدہ ماجدہ، جدامجد،عم مکرم کے مزارات پر فاتحہ خوانی کرتے۔

فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد درگاہ کے دروازے بند کر دیے جاتے، آپ مصلے پر بیٹھ کر وظیفہ پڑھتے اور فقرا بیرون درگاہ دالان میں بیٹھ کر ختم قادریہ پڑھتے تھے۔تھوڑی دیر بعد درگاہ سے برآمد ہوتے تھے اور خانقاہ کو تشریف لے جاتے تھے۔

اکثر اوقات برائے تفریح طبع پائیں باغ میں تشریف لے جاتے اور جامن کے درخت کے نیچے دری بچھا کر جلوہ افروز ہوتے۔وہاں سے اٹھ کر خانقاہ تشریف لے جاتے،اس وقت دربار عام ہوتا، ہر ایک اپنا مطلب عرض کرتا،حضرت ہر فرد بشر پر عنایت فرماتے تھے اور ہر ایک کے دامن مقصود کو دُرِ مطلوب سے بھر دیتے تھے۔دوپہر تک یہ جلسہ رہتا تھا،اس محفل کے برخواست ہونے کے بعد کھانا طلب فرماتے، خادم گھر سے کھانا لاتا تھا،اس وقت سب لوگ چلے جاتے تھے،جس کو روک لیتے تھے وہ ٹھہر جاتا تھا۔گیہوں کی دو یا تین ہلکی چپاتیاں شوربہ یا مونگ کی دال کے ساتھ تناول فرماتے، پھر قیلولہ فرماتے۔

بعدۂ ظہر کی نماز مسجد میں ادا فرماتے،ظہر کے بعد تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوتے، پھر خانقاہ میں جلوہ افروز ہو کر درود پاک کا وظیفہ پڑھتے۔پھر نماز عصر مسجد میں پڑھ کر خانقاہ میں رونق افروز ہوتے،مغرب کی نماز مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔بعد مغرب فقرا ختم خواجگان کرتے اس کے بعد پھر آپ خانقاہ میں رونق افروز ہوتے، سجادہ پر رونق افروز ہو کر تسبیح پڑھتے، پھر

سب لوگ اپنا اپنا مطلب عرض کرتے تھے حضرت سب کی تسلی وتشفی فرماتے جاتے تھے۔ پھر دولت خانے میں تشریف لے جاتے تھے۔ پھر عشا کی اذان کے وقت مسجد میں تشریف لا کر عشا کی نماز باجماعت ادا فرماتے۔ اس کے بعد خانقاہ میں تشریف لے جاتے اور خانقا کا دروازہ بند ہو جاتا مگر بعض بعض خواص کو باریابی کی اجازت تھی۔☆

وصال مبارک:

آپ کا وصال ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۲۳۵ھ بروز جمعرات بوقت چاشت ہوا، اس وقت آپ کی عمر شریف ۷۵ سال تھی۔

آپ کے مرید وخلیفہ مولانا افضل صدیقی بدایونی وقت وصال خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے اُس وقت کے حالات ایک رسالے میں قلم بند کیے ہیں۔ یہ ایک بالکل نایاب چیز ہے مَیں چاہتا ہوں کہ مکمل فارسی عبارت مع ترجمہ اس کو یہاں درج کردوں تاکہ محفوظ ہو جائے، یہ حالات غالبًا پہلی مرتبہ شائع ہو رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:

ہماں روز وقت دو پاس روز برآمدہ از فضیلت پناہ مولوی عبدالمجید صاحب کہ ہر وقت در خدمت جناب گردوں قباب حاضر بودند استفسار فرمودند کہ کدام روز و تاریخ است؟ مولوی صاحب ممدوح عرض کردند کہ روز دوشنبہ و تاریخ شانزدہم است مرشدی ومولائی باز فرمودند شانزدہم یا ہفتدہم؟ ایں شاں مکرر عرض کردند کہ شانزدہم است چونکہ تاریخ و وقت رحلت خود بدولت ازیں دار فانی بہ ملک جاودانی بر جناب............ بود از روئے استعجاب واستغراب فرمودند اللہ من در ہمیں خیال بودم کہ امروز ہفدہم است دو پاس امروز و چہار پاس شب و یک پاس روز فردا چگونہ قطع خواہد شد۔

آخر الامر از بیماری لاحقہ روز نوزدہم یوم سہ شنبہ وقت چاشت ہفدہم شہر ربیع الاول ۱۲۳۵ھ یک ہزار و دوصد و سی و پنج ہجریہ مقدسہ بود کہ حالت استغراق بودند دراں ساعت خطرہ بول کردند ارشاد فرمودند کہ مارا بر داشتے بنشانید کہ

☆ باختصار وتلخیص از تنبیہ الخلوق: ص ۲۷-۲۶-۲۵۔

احتیاج بول است، حسب الحکم جناب معلیٰ را برداشتہ بنشانیدند چونکہ چشم مبارک باز کردہ وملاحظہ فرمودند کہ روئے بسمت بغداد شریف است، فرمودند کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مارا مقابل بغداد شریف جہت رفع خطرۂ بول نشاندند وایں صوب روکردہ بول نہ خواہم کرد، مردمان خادماں ازاں سمت بہ طرف دیگر منحرف ساختہ نشاندند واز خطرۂ بول فراغت نمودہ واستنجا ساختہ بر پلنگ استراحت فرمودہ بہ شغل باطنی مشغول شدند ساعتے نہ گذشتہ بود کہ بہ آواز بلند کلمہ اللّٰہ برزبان مبارک آوردہ جان بحق تسلیم کردند وداخل خلد بریں شدند انا للہ وانا الیہ راجعون۔☆

ترجمہ: اسی دن (یعنی ۱۶/ربیع الاول) دوپہر کو فضیلت پناہ مولوی عبدالمجید صاحب سے استفسار کیا جو کہ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے کہ ''آج کیا دن اور کیا تاریخ ہے؟'' مولوی صاحب (شاہ عین الحق) نے عرض کیا کہ پیر کا دن اور ۱۶/تاریخ ہے، مرشدی ومولائی (حضور شمس مارہرہ) نے پھر فرمایا کہ ''۱۶/ یا ۱۷/؟''۔ انہوں نے (شاہ عین الحق نے) پھر مکرر عرض کیا کہ ۱۶/ تاریخ ہے۔ چونکہ اس دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف رحلت کی تاریخ اور وقت جناب والا پر ....(غالبًا روشن۔اسیدؔ) تھا، اس لیے حیرت و استعجاب سے فرمایا کہ ''ہم یہی سمجھ رہے تھے کہ آج ۱۷/ ہے، آج دن کے دو پہر، رات کے چار پہر اور کل کا ایک پہر کس طرح کٹے گا؟''۔

آخر کار اس بیماری کا انیسواں دن، منگل کا روز، چاشت کا وقت، ۱۷/ربیع الاول ۱۲۳۵ھ تھی کہ استغراق کی حالت طاری ہوئی۔ اسی وقت حاجت کا احساس ہوا۔ فرمایا کہ ''ہمیں اٹھا کر بٹھا دو پیشاب کی حاجت ہے''، حسب الحکم آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا گیا، جب آپ نے آنکھ کھول کر ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ آپ کا رخ بغداد شریف کی جانب ہے، ارشاد فرمایا کہ'' لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ہمیں بغداد شریف کے بالمقابل پیشاب کرنے کے لیے بٹھا دیا ہے،

☆ ضمیمہ ہدایت الخلوق: ص ۸۸-۸۷۔

اس جہت کی طرف رخ کر کے ہم رفع حاجت نہیں کریں گے''۔ لوگوں اور خدام نے اُس سمت سے دوسری جانب رخ کر کے بٹھا دیا، حاجت سے فارغ ہوکر آپ نے استنجا کیا اور پلنگ پر لیٹ کر شغل باطنی میں مشغول ہو گئے۔ ابھی ایک ساعت بھی نہ گزری تھی کہ کلمہ جلالت اللّٰہ بہ آواز بلند منھ سے نکلا اور جاں بحق تسلیم کر کے جنت میں داخل ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

درگاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں جد اعلیٰ حضور صاحب البرکات کے دائیں پہلو میں آرام فرما ہیں۔ خانوادۂ برکاتیہ میں حضور شمس مارہرہ کی ایک نمایاں حیثیت کی شان یہ بھی ہے کہ درگاہ برکاتیہ میں حضور شمس مارہرہ کے عظیم المرتبت اجداد اور آپ کے اخلاف میں سے ایک سے بڑھ کر ایک اولیا آرام فرما ہیں مگر مارہرہ شریف کے گرد و نواح میں یہ درگاہ ''اچھے میاں کی درگاہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

ہر سال تاریخ وصال پر خانقاہ برکاتیہ میں فاتحہ کا اہتمام ہوتا ہے۔

خانقاہ قادریہ بدایوں شریف میں بھی ۱۷ ربیع الاول کو حضور شمس مارہرہ کے عرس کی محفل منعقد کی جاتی ہے۔ ایک زمانے تک اس موقع پر طرحی منقبتی مشاعرہ ہوتا رہا۔ اب سنہ ۲۰۰۵ء سے اِس موقع پر مدرسہ قادریہ کا جلسہ تقسیم انعامات منعقد کیا جاتا ہے، جس میں ششماہی امتحان کے نتائج اور کامیاب طلبہ کو انعامات و اعزازات تقسیم کیے جاتے ہیں۔



مقام ومرتبہ

نسبت غوث اعظم:

غوث اعظم کی ذات سے آپ کو جو مضبوط اور مستحکم نسبت تھی وہ اپنے اندر ایک خاص شان رکھتی ہے، حب غوث الاعظم میں سرشاری کی کیفیت جو آپ کے یہاں نظر آتی ہے وہ بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ مریدوں کے نام اپنے وصیت نامے میں آپ نے جن الفاظ میں اِس نسبت قادریت کا اظہار فرمایا ہے وہ قابل ملاحظہ ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ:

> یہ خاندان برکاتیہ حمزویہ سات پشت سے خالص حضور غوث اعظم کا نمک پروردہ ہے لہٰذا غوث اعظم کی غلامی ہرگز نہ چھوڑو کہ سلامتیٔ دارین اسی میں ہے۔

فنا فی الغوثیت کی یہ شان تھی کہ اپنے بھتیجے حضرت شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے نام مبارک کی وجہ سے غایت محبت فرماتے تھے، ہر کھانے کی چیز میں سب سے پہلے حضرت صاحبزادے صاحب کو کھلاتے پھر خود تناول فرماتے۔☆

اسی فنائیت ومحویت کا نتیجہ تھا کہ دوام حضوری سرکار غوثیت مآب سے سرفراز ہوئے اور حضور غوث اعظم نے اپنا نائب مطلق اور مظہر اتم بنایا۔

غوث اعظم کی خاص عنایت:

حضرت شمس مارہرہ کے حالات میں متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں کہ حضور غوث اعظم نے مختلف لوگوں کو خواب میں حضور شمس مارہرہ سے بیعت ہونے کا اشارہ فرمایا یا اخذ فیض کا حکم دیا۔ یہی نہیں بلکہ غوث اعظم نے خود بغداد معلیٰ سے اپنے شہزادے کو تکمیل باطنی کے لیے حضور شمس مارہرہ کی خدمت میں بھیج کر اس بات کا اشارہ دے دیا کہ اپنے وقت میں آپ غوث اعظم کے

☆ مدائح حضور نور: ص ۶۲۔

نائب مطلق ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شمس مارہرہ پر حضور غوث اعظم کی کیسی نگاہ خاص تھی۔ تنبیہ الخلوق میں لکھا ہے کہ ایک بزرگوار اولاد جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس میں حاضر ہوئے، ملاقات کے بعد عرض کیا کہ مَیں کئی مرتبہ عقدۂ باطن کی کشود کی خاطر اپنے دادا حضور غوث اعظم کے روضہ مبارک کے قریب چلہ کش ہوا، مگر کشود نہ ہوتی تھی، ایک دن ناگاہ رویائے صالحہ میں حضرت جد امجد (حضور غوث پاک) نے فرمایا کہ:

> میرا فرزند سید آل احمد قادری دیار ہند میں بمقام مارہرہ امامت گزیں ہے اس کے پاس جاؤ کامیاب ہو گے۔

لہٰذا مَیں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت نے کمال احترام سے ان کو خانقاہ میں ٹھہرا کر تعلیم فرمائی۔ تھوڑے عرصے میں ان کا عقدۂ لاینحل حل ہو گیا، حضرت نے دو سو روپے حضور غوث پاک کی نذر ان کو دے کر بغداد شریف رخصت کیا۔☆

مولوی اکرام اللہ محشؔر بدایونی کے بارے میں صاحب ہدایت الخلوق نے لکھا ہے کہ:

> خواب میں حضور غوث اعظم نے ان کا ہاتھ حضور شمس مارہرہ کے ہاتھ میں دے دیا اس کے بعد وہ مارہرہ شریف حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔

سرور کائنات (ﷺ) کی نظر خاص:

بحر العلوم ملا محمد علی عثمانی کے صاحبزادے مولانا فخر الدین عثمانی بدایونی حضور شمس مارہرہ کے معتقد تھے۔ ایک دن کسی خاص شغل کی اجازت چاہی، حضرت نے ایک شغل مع شرائط وفوائد ارشاد فرما دیا۔ انہوں نے ایک مدت تک اس پر عمل کیا مگر کچھ خاص اثر نظر نہیں آیا جس کی وجہ سے منحرف اور برگشتہ ہو گئے اور کسی دوسرے اہل اللہ کے متلاشی ہوئے۔

اس زمانے میں حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی کی بزرگی اور فیض رسانی کا بڑا شہرہ تھا، آپ نے دہلی جا کر ان کے دامن سے وابستہ ہونے کا ارادہ کیا۔ جب اس ارادے کا تذکرہ چند احباب سے کیا تو وہ بھی دہلی جانے کو تیار ہو گئے۔ مؤلف ہدایت الخلوق مولوی محمد افضل بدایونی مارہرہ شریف جا رہے تھے، حضور اچھے صاحب کے مرید وخلیفہ حضرت محمد رفعت عرف شاہ بے فکر صاحب نے ان سے کہا کہ مارہرہ جا رہے ہو حضرت سے عرض کرنا کہ مولوی فخر الدین صاحب

☆ تنبیہ الخلوق: ص ۱۱۷۔

کے ساتھ مَیں بھی دہلی جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اگر حضرت اجازت دیدیں تو چلا جاؤں۔ مولوی محمد افضل صاحب مارہرہ شریف پہنچے، اور موقع دیکھ کر حضرت شمس مارہرہ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ ’’دہلی کون کون جارہا ہے؟‘‘ انہوں نے عرض کیا کہ مولوی فخر الدین صاحب، شاہ بےفکر، عبدالقادر آتش باز اور اسلام شاہ۔ حضرت نے فرمایا کہ ’’مولوی فخر الدین تو بیعت کے لیے جا رہے ہیں، باقی لوگ سیر وتفریح کے لیے جا رہے ہیں مگر شاہ بےفکر کیوں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟‘‘ مولوی محمد افضل صاحب نے عرض کیا کہ مزارات کی زیارت کو جانا چاہتے ہیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ ’’شاہ بےفکر کو دہلی جانے سے منع کردو، ان کے معمولات میں خلل واقع ہوگا، اگر ان کو مزارات کی زیارت کا زیادہ ہی شوق ہو تو حضرت داداصاحب کے مزار کی زیارت کرلیں ان کو یہی کافی ہوگا اور فخر الدین کو ہرگز منع نہ کرنا، جانے دینا جہاں کہیں جائیں گے پشیمان ہو کر واپس آئیں گے اور فخر الدین اسی خاندان میں داخل سلسلہ ہوں گے، عنقریب یہ معاملہ ظاہر ہوگا، مگر ابھی اس راز کو افشا نہ کرنا‘‘۔

ادھر مولوی فخر الدین صاحب جب بھی دہلی جانے کا عزم کرتے تھے کوئی نہ کوئی رکاوٹ حائل ہو جاتی تھی، اسی طرح چند ماہ گزر گئے۔ ۲۷؍جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ کی رات میں انہوں نے خواب دیکھا کہ دہلی کو جارہے ہیں اور راستہ بھٹک کر مارہرہ شریف جا پہنچے۔ خواب سے بیدار ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے بولے کہ اب کوئی اہل اللہ نہ رہا، مارہرہ تو ہرگز نہ جاؤں گا، یہ کہہ کر پھر سو گئے۔

اب طالع بیدار ہوا خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع صحرا ہے جس میں دور ایک بلند وبالا عمارت ہے، جب اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت باغ ہے اور اس کے دروازے پر دو نورانی چہروں والے پہرہ دار کھڑے ہیں، انہوں نے اندر جانا چاہا تو پہرہ داروں نے روکا انہوں نے کہا کہ باغ کے مالک سے میرے بارے میں بتاؤ اور وہ جو حکم دے ویسا کرو۔ پہرہ دار اندر گئے اور واپس آکر بتایا کہ تمہیں اندر طلب کیا جارہا ہے، یہ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ پورا باغ انوار وتجلیات سے معمور ہے، ایک بلند مقام پر سرور کائنات ﷺ مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ یہ دیکھتے ہی حضور کے قدموں پر گر گئے، جب سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے روبرو شمس مارہرہ ادب کے ساتھ دوزانو بیٹھے ہیں۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ’’آل احمد! فخر الدین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لو‘‘، حضرت شمس مارہرہ نے عرض کیا کہ ’’حضور اپنے دست

مبارک سے فخر الدین کا ہاتھ مرے ہاتھ میں دیں''، حضور اکرم نے مولوی فخر الدین کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر حضور شمس مارہرہ کے ہاتھ میں دے دیا، حضور شمس مارہرہ ان کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے اٹھے اور ایک غلام گردش میں لائے اور مولوی فخر الدین سے فرمایا ''فخر الدین! ویسے نہ آئے اس طرح آئے''۔ یہ خواب سے بیدار ہوئے، اپنے سابقہ خیال سے تائب ہوئے۔ علی الصبح مارہرہ شریف جانے کا ارادہ کیا، مولوی محمد افضل (اس واقعے کے راوی)، شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی اور شاہ بےفکر صاحب ساتھ ہوئے۔ مارہرہ شریف پہنچ کر حضور شمس مارہرہ کے قدموں پر گر گئے، آپ نے شفقت فرمائی، داخل سلسلہ فرمایا پھر تو ایسے وابستہ ہوئے کہ خلافت و اجازت سے بھی سرفراز کیے گئے۔☆

مرجع اکابر:

اپنے عہد کے اکابر ومشائخ میں آپ کو جو ممتاز مقام حاصل تھا اس نے آپ کو مرجع خلائق بنا دیا تھا، بڑے بڑے اکابر اور اولیا مسائل حال وقال میں آپ کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ یہ واقعہ ہم آگے اپنے مقام پر لکھیں گے کہ سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مسئلہ وحدۃ الوجود میں ایک طالب حق کی تسکین واطمنان کے لیے حضرت شمس مارہرہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز جیسے جامع شریعت وطریقت کا کسی شخص کو حضور اچھے صاحب کی بارگاہ میں تسکین باطنی کے لیے بھیجنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکابر زمانہ کی نظر میں آپ کا کیا مقام تھا۔

مجدد سلسلۂ نظامیہ فخر پاک حضرت مولانا خواجہ فخر دہلوی کے ایک مرید کسی وجہ سے گرفتار ہو گئے اور جائداد بھی ضبط کر لی گئی، بہت پریشان تھے، اپنے مرشد گرامی کی طرف لو لگائی، شب کو خواب میں آپ نے خواجہ فخر پاک کو دیکھا کہ انہوں نے نواب صاحب کا ہاتھ ایک بزرگ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا ''میں تمہیں ان کو سونپتا ہوں جو مشکل پیش آئے ان سے رجوع کرنا''، نواب صاحب نے عرض کیا کہ ''حضور یہ کون ہیں اور کہاں ہیں؟'' فرمایا کہ ''یہ سید آل احمد قادری ہیں اور مارہرہ میں جلوہ افروز ہیں''۔ یہ خواب سے بیدار ہوئے اور قاصد کو مارہرہ شریف روانہ کیا کچھ ہی عرصے میں حضرت شمس مارہرہ کی دعا سے رہائی نصیب ہوئی۔☆☆

☆ تنبیہ الخلوق: ص ۵۱۔ ☆☆ تنبیہ الخلوق: ص ۵۵۔

ان دونوں واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ایک طرف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسا محدث و عالم مسائل کے حل کے لیے لوگوں کو شمس مارہرہ کی طرف رجوع ہونے کی ہدایت کر رہا ہے تو دوسری طرف حضرت خواجہ فخر پاک جیسا ولی کامل اور صاحب تصرف مشکلات کے دفعیہ کے لیے اپنے مرید کو حضرت شمس مارہرہ کے سپرد کر کے ان کی طرف رجوع کا حکم فرما رہا ہے۔ ان کے علاوہ آپ کے حالات میں بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بغداد شریف، بخاریٰ، شام اور ہندستان کے دور دراز مقامات سے علما و صوفیا سفر کر کے آپ کی بارگاہ میں اپنے مسائل کی گتھی سلجھانے کے لیے حاضر ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ غوث اعظم کی مظہریت تامہ نے آپ کو مرجع عوام وخواص بنا دیا تھا۔

مخدوم زادے کی آمد:

کالپی شریف مارہرہ مطہرہ کا پیر خانہ ہے، حضور صاحب البرکات کو سیدنا شاہ فضل اللہ کالپوی نے اجازت وخلافت عطا فرمائی اگر چہ صاحب البرکات اپنے قدیم آبائی سلسلے میں بیعت واجازت رکھتے تھے مگر آپ نے وہی فیضان قادریت عام فرمایا جو کالپی شریف سے آپ کو عطا ہوا تھا اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے مگر حضور شمس مارہرہ کی یہ شان ہے کہ آپ سے کالپی شریف کے سجادہ نشین اور سیدنا شاہ فضل اللہ کے نبیرہ حضرت سید خیرات علی صاحب قادری قدس سرہٗ نے بیعت واجازت حاصل کی۔

آپ مارہرہ شریف تشریف لائے حضرت شمس مارہرہ نے ان کو نہایت تعظیم سے ٹھہرایا، بعد ملاقات انہوں نے نیازمندانہ گزارش کی کہ ''والد ماجد کے انتقال کے بعد صغرسنی کے سبب مَیں نعمت باطنی سے محروم رہا، آپ کے جدامجد میرے جدامجد سے نعمت باطنی کلی لائے تھے، اِس وقت اُس نعمت عظمیٰ کے تمام وکمال وارث وحامل آپ ہیں، لہٰذا خدمت عالی میں آیا ہوں آپ مجھ کو پیر زادہ نہ تصور کیجیے بلکہ طالب سمجھ کر محروم واپس نہ کیجیے اور اپنے ارادت مندوں میں شامل فرما لیجیے''۔ حضرت نے ان کی خاطر داری فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ''یہاں جو کچھ ہے وہ آپ کا ہی ہے''، تین مہینے اعمال واوراد میں مشغول فرما کر اجازت وخلافت دی۔ دوسو روپے خود اور سو روپے دیگر اشخاص سے نذر کروا کر کالپی شریف رخصت کیا۔

طریقۂ ہدایت واصلاح:

اہل اللہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ حضرات ''متخلق باخلاق اللہ'' ہوتے ہیں، مخلوق خدا سے محبت، رحمت وشفقت اور خیر خواہی ان کا خاص وصف ہوتا ہے۔ ان کا طریقہ ارشاد واصلاح بھی علمائے ظاہر کے مقابلے میں جدا ہوتا ہے۔ یہ بندوں کی عیب پوشی فرماتے ہوئے اس مشفقانہ انداز میں اصلاح احوال کرتے ہیں کہ آدمی اپنی غلطی کا احساس کر کے اس پر نادم ہوتا ہے۔ حضرت شمس مارہرہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔

ایک مرتبہ بدایوں کے حاجی کمال الدین صدیقی متولی کے ماموں شیخ خلق محمد صاحب مارہرہ شریف حاضر ہو کر شمس مارہرہ کے مہمان ہوئے۔ اس دن آپ کے کاشانۂ اقدس میں رساول (وہ میٹھا جو گنے کے رس اور چاول سے تیار کیا جاتا ہے) پکی تھی، یہی رساول ان کو بھی بھیج دی گئی۔ شیخ موصوف رساول نہیں کھاتے تھے، چنانچہ انہوں نے اس کو ہاتھ نہ لگایا اور دل میں خیال کیا کہ آج حضرت نے بھوکا مار دیا، ہر چند احباب نے سمجھایا کہ جو کچھ کاشانہ اقدس سے بھیجا گیا ہے اسی کو کھالو مگر انہوں نے نہیں کھایا۔

اس کے بعد حضرت کی محفل میں حاضر ہوئے، ابھی بیٹھے ہی تھے کہ حضرت نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ شیخ خلق محمد بھوکے ہیں ان کے لیے کھانا لاؤ۔ اس بار ان کے لیے گوشت روٹی آئی اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

دو تین روز بعد شیخ موصوف نے رخصت کی اجازت چاہی، شمس مارہرہ نے پوچھا ''کس راستے سے جاؤ گے؟''، عرض کیا موضع سہاور ہوتا ہوا بدایوں جاؤں گا وہاں شاہ رمضان مرحوم کے صاحبزادے سے ملنا ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا:

> اچھا جاؤ اجازت ہے، مگر وہاں جو کچھ ماحضر ہو کھالینا انکار نہ کرنا، رساول کی طرح کبھی کسی چیز کو یہ نہ کہنا کہ مَیں نہیں کھاتا ہوں، خدا کی نعمت کا شکر نہیں کرتے ناشکری کرتے ہو، یہاں بہ عنایت الٰہی ہر چیز موجود ہے تم نے رساول نہیں کھائی تو مَیں نے روٹی کھلا دی، سہاور میں بھی اگر اسی طرح کسی کھانے سے انکار کیا تو وہ غریب فوراً تمہارا پسندیدہ کھانا کہاں سے لائے گا؟

آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلی ہوئی بظاہر عام الفاظ کی اس نصیحت کا ایسا اثر ہوا کہ اس

دن سے شیخ صاحب موصوف نے توبہ کی اور پھر کبھی کسی کھانے کو یہ نہیں کہا کہ مَیں نہیں کھاتا ہوں جو کچھ سامنے آیا خدا کا شکر کر کے کھالیا۔☆

ستر حال:

اولیائے کبار اور مقربین بارگاہ کی طرح حضور شمس مارہرہ کو بھی اخفائے حال کا بڑا پاس تھا، اپنے مقام بلند، سلوک، طریقت اور خوارق عادات کا حد درجہ اخفا فرماتے، جو بھی خوارق عادات ظاہر ہوتے ان پر مختلف طریقوں سے پردہ ڈال دیتے۔

قاضی غلام شبر قادری لکھتے ہیں:

> آپ نے فن طب باقاعدہ حکیم نصر اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا تھا لیکن اس سے سوائے ستر تصرفات کام نہ لیا جاتا، بظاہر مریض کو معمولی دوا یا کسی درخت کے پتے تجویز فرماتے اور حقیقتاً خود چارہ سازی فرماتے۔☆☆

بعض وقت اپنی کرامت کو اپنے خدام اور خلفا کی جانب منسوب کر کے اپنے حال کا اخفا فرماتے۔

مولوی مجاہد الدین ذاکر آل رسولی بدایونی نے اپنے والد مولوی مبارز الدین بدایونی کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مولوی مبارز الدین اپنے والد وہاب الدین کے ہمراہ مارہرہ شریف میں حاضر تھے کہ اچانک ان کی آنکھوں میں شدید درد شروع ہوگیا۔ رات کو درد کی شدت کا یہ حال ہوا کہ وہ تکلیف سے چیخنے لگے، آگے کا واقعہ انہیں کی زبانی ملاحظہ کریں:

> اس وقت مولانا عبدالمجید صاحب کو میرا حال معلوم ہوا انہوں نے جا کر حضور (شمس مارہرہ) سے عرض کیا، حضور نے فرمایا ''ہماری صراحی سے پانی لے جاؤ اور اس سے آنکھیں دھو، اللہ تعالیٰ شفا دے گا''۔ مولوی صاحب حسب الارشاد پانی لائے اور اپنے دست شریف سے آنکھیں دھوئیں، فوراً درد جاتا رہا اور تمام رات بہ آرام سویا۔ جب صبح ہوئی ہمراہ والد ماجد کے حضور میں حاضر ہوا۔ حضرت (شمس مارہرہ) نے فرمایا ''مبارز الدین کیا حال ہے؟''، مَیں نے عرض کیا اب تو بالکل اچھا ہوں۔ جناب والد ماجد نے عرض کیا جو حضور سے پانی عطا ہوا تھا اس کے

☆ برکات مارہرہ: ص ۴۳۔

☆☆ مدائح حضور نور: ص ۶۷۔

دھونے سے بالکل درد جاتا رہا تمام رات چین سے سویا۔حضرت مرشد اعلیٰ (شمس مارہرہ) نے فرمایا ''بھائی وہاب الدین پانی میں کچھ برکت نہیں تھی مولوی عبدالمجید کے ہاتھ کی برکت ہوئی، مولوی صاحب کے ہاتھ میں بڑی تاثیر ہے''۔☆

اسی طرح اپنے تصرفات وخوارق کی مختلف انداز میں پردہ پوشی فرماتے۔

ایک مرتبہ نواب فیض اللہ بیگ تحصیل دار خلف نواب قاسم جنگ دہلوی کسی وجہ سے گرفتار ہو گئے اور کارخانہ وغیرہ ضبط ہو گیا۔آپ نے شمس مارہرہ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا، جس وقت ان کا قاصد مارہرہ شریف پہنچا تو حضور شمس مارہرہ کی محفل میں دیگر لوگوں کے علاوہ آپ کے خاص مرید مولوی غلام معین الدین صاحب بھی حاضر تھے۔حضرت نے نواب صاحب کا عریضہ ملاحظہ فرمایا اور فرمایا ان شاءاللہ رہائی ہوگی۔مولوی غلام معین الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور والا کی توجہ ہوگی تو یقیناً رہائی ہو جائے گی۔اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ''تم بھی دعا کرو کہ نواب صاحب کو رہائی ہو''، کچھ روز بعد حضرت نماز عصر سے فارغ ہو کر مسجد کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے کہ دہلی سے نواب صاحب کا قاصد یہ خبر لے کر آیا کہ حضور کی دعا سے نواب صاحب رہا ہو گئے اور جو اسباب ضبط ہوا تھا وہ بھی واپس مل گیا، اس پر حضرت نے مولوی غلام معین الدین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''بھائی معین الدین! تمہاری دعا سے نواب فیض اللہ بیگ قید سے رہا ہو گئے''☆☆۔

اس طرح مختلف طریقوں سے آپ اپنی کرامات وتصرفات کا اخفا کیا کرتے تھے یہی اہل اللہ کی شان ہے۔

بےادبی پر سرزنش:

مولوی مجاہد الدین ذاکر اپنے پیر ومرشد خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مارہرہ میں رہنے والے کمبوہ برادری کے ایک شخص نے ایک جگہ کہا کہ مَیں اور اچھے میاں حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں جو کچھ انہیں بتایا ہے وہی مجھ کو بھی بتایا ہے جو وظیفہ وہ پڑھتے ہیں وہی مَیں بھی پڑھتا ہوں جیسی داڑھی ان

☆ تنبیہ الخلوق: ص۹۹۔

☆☆ مرجع سابق: ص۵۶-۵۵۔

کی ہے ویسی ہی طویل داڑھی میری بھی ہے بس اتنا فرق ہے کہ مَیں شیخ کمبوہ ہوں اور وہ سید ہیں۔

کچھ عرصے بعد وہ حاضر بارگاہ ہوئے تو حضور شمس مارہرہ نے فرمایا ''اے بھائی خدا کا شکر ہے کہ تم نے ہماری سیادت تو باقی رکھی''، تھوڑے دن بعد ان کی داڑھی میں خارش ہوگئی اور اس میں جوئیں پڑ گئیں، ہر چند صاف کرتے تھے مگر جوئیں کم نہ ہوتی تھیں جتنی نکالتے تھے اتنی ہی اور ہو جاتی تھیں۔ آخر کار تکلیف سے تنگ آ کر اپنی طویل سفید داڑھی مونڈ دی اور شرم کی وجہ سے رومال لپیٹ لیا۔ ایک روز حضرت نے طلب فرمایا بجز حاضری کے چارہ نہ دیکھا، حاضر بارگاہ ہوئے، حضرت نے فرمایا بھائی منہ کیوں باندھا ہے رومال کھولو، انہوں نے پہلے تو کچھ عذر کیا لیکن جب حضرت نے تکرار کی تو مجبوراً رومال کھولا۔ حضرت نے فرمایا کہ ''بھائی اب ہم میں دو فضیلتیں ہیں ایک تو ہم سید ہیں دوسرے ہماری داڑھی بہت بڑی ہے''۔ وہ صاحب نادم ہو کر قدموں پر گر گئے اور تقصیر کی معافی چاہی، حضرت نے معاف فرمایا اور انہوں نے پھر داڑھی رکھ لی۔



ذوق علمی اور معارف پروری

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ شمس مارہرہ علم باطن میں امامت کے ساتھ ساتھ علم ظاہر میں یکتائے روزگار تھے، گویا ''علم قلب'' اور ''علم کتاب'' دونوں میں آپ کا دریائے فیض موجزن تھا۔ آپ کے خلفا و مریدین میں اپنے وقت کے اجلہ علما و فضلا تھے، ان علما و فضلا کی ظاہری و باطنی تربیت کے علاوہ ان سے آپ زمانے کی ضرورت کے مطابق تصنیف کتب کا کام بھی لیا کرتے تھے۔

یہاں کم از کم دو کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں جو آپ کے حکم اور ایما پر تالیف کی گئیں۔ یہ دونوں کتابیں آپ کے حکم پر آپ کے مرید اور خادم خاص شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی نے تصنیف کیں۔ ایک حضور غوث اعظم کے ملفوظات 'جواہر الرحمٰن' کا فارسی ترجمہ اور شرح اور دوسری سیرت طیبہ پر ایک جامع اور ضخیم کتاب۔ اول الذکر کا پورا نام 'مواہب المنان شرح جواہر الرحمٰن' ہے اور دوسری کا نام 'محافل الانوار فی احوال سید الابرار' ہے۔

جواہر الرحمٰن کا ترجمہ و شرح:

'جواہر الرحمٰن' کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے شاہ عین الحق تحریر فرماتے ہیں:

> روزے بمحفل فیض منزل شیخ الکل فی الکل امام الواصلین شیخی وسیدی ومولائی حضرت سید شاہ آل احمد قادری ادام اللہ ظلالہ علی رؤس المریدین ارشاد شد کہ کتاب جواہر الرحمٰن معروف بہ بستان مجالس ملفوظ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریں جا رسیدہ، عجب کتابے است، وطلب فرمودہ بدست کرم احقر را مرحمت فرمودند ایں ضعیف را بدیدن آں فرحت کلی وخوشی تمام دست داد۔ بعدۂ از آنجا کہ عنایت کلی بحال عاصی مبذول است بزبان قضا ترجمان

فرمودند کہ ایں کتاب مملواز فوایداست لیکن چونکہ بزبان عربی است اکثر مردم از فوائد آں محروم اند اگر تو بزبان فارسی ترجمہ نمائی خاص و عام فیضیاب گردند ہر چند ایں احقر قابلیت ایں امر و استعداد ایں کار نمی داشت اما بمقتضائے آیت کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم امتثال امر الازم بل واجب دانستہ درسنہ یک ہزار و دوصد و یازدہ از ہجرۃ نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ بہ ترجمہ پرداخت واز آنجا کہ توجہ وتصرف آنحضرت شامل حال بود باوجود کمال نقصان وبے بضاعتی کاتب صورت اتمام یافت۔☆

ترجمہ: ایک روز شیخ الکل فی الکل امام الواصلین شیخی وسیدی ومولائی حضرت سید شاہ آل احمد قادری (اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ مریدین کے سروں پر قائم و دائم رکھے) کی محفل فیض میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کی کتاب 'جواہر الرحمٰن' جو 'بستان مجالس' کے نام سے معروف ہے یہاں آئی ہے، عجیب کتاب ہے''۔ پھر آپ نے وہ کتاب طلب فرما کر اپنے دست کرم سے اِس احقر کو مرحمت فرمائی، وہ کتاب دیکھ کر یہ ضعیف بہت مسرور وخوش ہوا، چونکہ حضرت کی عنایت کلی اس عاصی کی طرف مبذول ہے لہٰذا اس کے بعد آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ ''یہ کتاب فوائد سے پُر ہے، لیکن چونکہ عربی زبان میں ہے اس لیے اکثر لوگ اس کے فوائد سے محروم ہیں، اگر تم اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں کردو تو عام وخاص اس سے فیضیاب ہوں''۔ ہر چند کہ یہ احقر اس کام کی قابلیت اور صلاحیت نہیں رکھتا مگر آیت کریمہ (ترجمہ آیت) ''اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو'' کے بموجب مَیں نے آپ کے حکم کی بجا آوری لازم بلکہ واجب جانی اور سنہ ۱۲۱۱ھ میں اس کا ترجمہ کیا۔ چونکہ حضرت کی توجہ اور آپ کا تصرف شامل حال رہا اس لیے راقم سطور کی بے بضاعتی کے باوجود یہ

☆ مواہب المنان شرح جواہر الرحمٰن قلمی: ص۲۔

ترجمہ اپنے اختتام کو پہنچا۔
اس اقتباس سے حضور شمس مارہرہ کے ذوق مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ کے حضور غوث اعظم کی ذات اور ان کے ملفوظات سے کمال عقیدت ومحبت کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ مزید یہ کہ آپ کی معارف پروری اور اشاعت علم کے ذوق کا بھی پتہ چلتا ہے۔

کتاب سیرت کی تصنیف کا حکم:

وصال سے ۴ سال قبل ۱۲۳۱ھ میں آپ نے محسوس کیا کہ سیرت پاک کو عام لوگوں تک پہنچایا جائے تا کہ عام آدمی اپنے کردار کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں درست کر سکے۔ یہ زمانہ اگر چہ اُردو کا ابتدائی زمانہ تھا مگر رفتہ رفتہ اُردو عام آدمی کی زبان ہوتی جارہی تھی، آپ کی نگاہ کرامت نے دیکھ لیا کہ اب زمانے کے ساتھ ساتھ عام آدمی عربی و فارسی میں کمزور ہوتا جائے گا اور اُردو کو اختیار کرتا جائے گا جب کہ سیرت طیبہ کی اکثر کتابیں عربی یا فارسی میں ہیں، اُردو زبان میں سیرت کی کوئی مکمل کتاب اس وقت تک ترتیب نہیں دی گئی تھی۔ آپ نے اس کام کی اہمیت وضرورت کا احساس کرتے ہوئے اپنے مرید و خادم شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کو حکم دیا کہ وہ یہ اہم کام انجام دیں۔
شاہ عین الحق تحریر فرماتے ہیں:

> ''سنہ ۱۲۳۱ھ قدسی میں حضرت سیدی وشیخی مرشد کامل، ہادیٔ مکمل، قافلہ سالار رہروان شریعت، سلطان سالکان سالک طریقت، خورشید خاور حقیقت، مہر سپہر معرفت، نو بہار ولایت، نور نہارِ ہدایت، شمع شبستان ہدیٰ، مصباح کاشانۂ اصطفا، حضرت سیدی وسندی سید شاہ آل احمد (ادام اللہ علی المریدین افاضہ) نے اس عاجز گناہ گار وشرمسار امیدوار مغفرت پروردگار وشفاعت سید الابرار محمد عبدالمجید بن مولانا محمد عبدالحمید صاحب بدایونی سے کہ کمینۂ مریدان اس جناب اور ادنی خاک روبان آستانہ اس ہدایت مآب کے سے ہے فرمایا کہ ''اگر کوئی شخص کچھ احوال حضرت سرور عالم ﷺ کے زبان ہندی (اُردو) میں بیان کرے خاص و عام، مرد و زن، عالم و جاہل سب فیضیاب ہوویں''، پس اِس

عاجز نے باوجودے کہ عربی فارسی ہندی میں کچھ استعداد نہیں رکھتا اس خیال سے کہ شاید خوشیٔ دل فیض منزل مرشد کامل کے ہووے اور اس سبب سے نجات دارین حاصل ہووے قصد کیا اور تھوڑا تھوڑا احوال برکت اشتمال محبوب ذوالجلال کا ابتدائے پیدائش نور سے وقت وصال تک مدارج النبوۃ اور معارج النبوۃ وغیرہ کتابوں فارسی سے ہندی میں ترجمہ کیا اور اس کتاب کا نام 'محافل الانوار فی احوال سید الابرار' رکھا۔☆

یہ کتاب ۱۲؍محافل (ابواب) پر مشتمل ہے، جن کی ترتیب اس طرح ہے:

پہلی محفل:...... ذکر پیدائش نور باسرور

دوسری محفل:......ولادت باسعادت

تیسری محفل:......زمانۂ شیرخوارگی

چوتھی محفل:......ذکر بشائر نبوت

پانچویں محفل:......ابتدائے وحی اور ظہور دعوت

چھٹی محفل:...... بیان معراج شریف

ساتویں محفل:......ذکر ہجرت

آٹھویں محفل:......ہجرت کے سال اول سے نویں سال تک کے واقعات

نویں محفل:......ذکر معجزات

دسویں محفل:......ذکر خصائص وفضائل

گیارھویں محفل:......فضیلت درود

بارھویں محفل:......ذکر وفات شریف۔

اس کتاب 'محافل الانوار' کے سلسلے میں اِس اہم بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کے زمانۂ تصنیف سے لے کر آج تک تقریباً ۲۰۰؍سال سے خانقاہ قادریہ بدایوں کا یہ معمول ہے کہ ربیع الاول شریف میں ۱؍تا ۱۲؍ربیع الاول بعد عصر زیب سجادہ خانقاہ قادریہ روزانہ

☆ محافل الانوار قلمی: ص ۳۔

اس کی ایک محفل پڑھتے ہیں اور کثیر تعداد میں اہل عقیدت اس کو سنتے ہیں۔ محفل کے بعد فاتحہ خوانی ہوتی ہے، جس میں خصوصیت کے ساتھ کتاب کے مصنف اور حضور شمس مارہرہ کی بارگاہ میں ہدیہ ثواب پیش کیا جاتا ہے۔

علوم وفنون کا انسائیکلو پیڈیا ' آئین احمدی ':

حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے زمانے کے جید علما کا ایک بورڈ تشکیل دے کر اپنی نگرانی میں فقہ حنفی کا ایک انسائیکلو پیڈیا مرتب کروایا تھا جو' فتاویٰ عالمگیری ' کے نام سے معروف ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ہندوستان میں اس کے بعد علما کی ایک جماعت نے مل کر اگر کوئی انسائیکلو پیڈیا ترتیب دیا ہے تو وہ ' آئین احمدی ' ہے، جو حضور شمس مارہرہ کے حکم پر آپ کے مریدین و خلفا علما و فضلا کی ایک جماعت نے مل کر ترتیب دیا۔ عالمگیری انسائیکلو پیڈیا اور آل احمدی انسائیکلو پیڈیا میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ حضرت عالمگیر نے صرف فقہ حنفی کے مسائل و جزئیات پر مشتمل کتاب ترتیب دلوائی جب کہ شمس مارہرہ کے حکم سے ترتیب دی گئی اس انسائیکلو پیڈیا کی شان یہ ہے کہ علوم متداولہ میں سے کوئی علم وفن ایسا نہیں ہے جو اس میں درج نہ ہو۔ اس طرز پر اور بھی کتابیں لکھی گئی ہیں جو علوم متداولہ کی بہت سی شاخوں کو محیط ہوں، ان میں علامہ قطب الدین شیرازی کی ' درة التاج لغرة الدیباج ' علمی حلقوں میں معروف ہے۔ ' آئین احمدی ' کی تالیف کے سلسلے میں قاضی غلام شبر قادری لکھتے ہیں:

> خلفا و مریدین سے ایک جماعت علما حاضر ہے، ارشاد ہوا کہ اگر کتب خانہ سرکار مارہرہ کو کوئی مکمل دیکھنا چاہے (تو) ایک بڑا وقت درکار ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ لوگ کوشش کریں اور کتب خانے سے متفرق علوم وفنون کی کتب انتخاب کریں پھر ہر فن کا خلاصہ جو امور ضرور یہ کا حامل ہو مرتب کریں جو اس خلاصے کو دیکھ لے گویا بہت سی کتابوں اور مصنفوں کی تحقیقات سے مطلع ہو گیا۔ حسب الحکم ایک جماعت نے تعمیل کی اور ایک مجموعہ جو قریباً تیس اور بروایتے ساٹھ جلد پر مشتمل تھا مکمل ہوا اس کا نام ' آئین احمدی ' رکھا گیا۔ اس میں بیشتر اکابر کے متون اور چھوٹے بڑے رسالے مستقل نقل ہیں۔ بعض مضامین بطور خلاصہ نقل

ہیں۔اصل مسودۂ اذکار واشغال کی اِس عاجز نے زیارت کی ہے جوکہیں کہیں حضرت کے دستخط سے بھی مزین اور ہدایات سے آراستہ ہے۔متعدد جلدیں صاف شدہ بھی دیکھی ہیں جوکلام وعقائد اورسلوک وسیر میں ہیں، چند جلدیں اس کی صاحبزادوں کے پاس ہیں چند مدرسہ قادریہ میں ہیں، کچھ اور حضرات کے قبضے میں ہیں،افسوس یہ سلک درر منتشر ہوگیا ورنہ عجب نعمت تھی۔☆

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ 'آئین احمدی' صرف ایک کتاب نہیں بلکہ اپنے اندر ایک مکمل کتب خانہ ہے۔مگر افسوس کہ علوم وفنون کا یہ عظیم انسائیکلو پیڈیا محفوظ نہ رہ سکا اس کی مختلف جلدوں کے بارے میں جو بات سابقہ اقتباس میں کہی گئی ہے تقریباً وہی بات حضرت تاج العلما نے بھی فرمائی ہے، آپ فرماتے ہیں:

اس کی بہت سی جلدیں تلف ہوگئیں، اب فقیر کے کتب خانے میں چند جلدیں ہیں جن میں سے ایک عقائد وفقہ میں بطور متکلمین وصوفیہ اور بقیہ اشغال واوراد واذکار وغیرہ میں ہیں۔☆☆

غالباً یہ وہی جلدیں ہیں جن کی قاضی غلام شبر صاحب نے زیارت کی ہے اور ان پر حضور شمس مارہرہ کی تحریر وہدایات کا درج ہونا بیان کیا ہے۔حضرت تاج العلما آگے لکھتے ہیں:

کچھ جلدیں اس کی چچا صاحب سید مہدی حسن صاحب کے کتب خانے میں بھی تھیں اور کچھ جلدیں سنا جاتا ہے کہ استاذی مولانا مولوی عبدالمقتدر صاحب بدایونی کے کتب خانہ میں ہیں۔☆☆☆

تقریباً تمام سوانح نگاروں نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ 'آئین احمدی' کی چند جلدیں کتب خانہ قادریہ بدایوں میں موجود ہیں۔کتب خانہ قادریہ میں موجود مطبوعات کی ترتیب جدید ہو چکی ہے اور ان کا ایک کیٹلاگ (Catalogue) بھی تیار کیا جا چکا ہے،مگر ابھی مخطوطات پر کام نہیں ہوا ہے

☆ مدائح حضور نور:ص ۶۵-۶۴۔

☆☆ تاریخ خاندان برکات:ص ۲۵-۲۴۔

☆☆☆ مرجع سابق۔

جوایک اندازے کے مطابق ۸۰۰اور۱۰۰۰کے درمیان ہوں گے۔'آئین احمدی' کی مذکورہ جلدیں اسی حصہ مخطوطات میں کہیں ہیں، جلد ہی ارادہ ہے کہ حصہ مخطوطات کی فہرست سازی کا کام شروع کیا جائے۔فہرست سازی کے عمل کے دوران ان شاءاللہ یہ جلدیں برآمد ہوں گی۔

کچھ سال قبل مخطوطات کی ایک الماری کو سرسری طور پر دیکھ رہا تھا اسی دوران ایک ضخیم کتاب برآمد ہوئی جس پر شمس مارہرہ کی تحریر اور دستخط تھے۔اس کو مَیں نے الگ کرلیا اور عرصے تک اس کو مَیں 'آئین احمدی' گمان کرتا رہا،مگر ایک بار فرصت میں اس کا بغور مطالعہ کیا تو معلوم ہوا یہ 'آئین احمدی' نہیں ہے۔مولانا غلام شبر صاحب نے لکھا ہے کہ:

> حضور شمس مارہرہ نے اپنے کتب خانے سے عمدہ عمدہ کتابیں منتخب فرما کر مدرسہ قادریہ کو جو اس وقت مدرسہ محمدیہ کہا جاتا تھا، مرحمت فرمائیں۔☆

اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی انہیں عطا کردہ کتابوں میں سے ایک ہے۔

☆☆☆

☆ مدائح حضور نور:ص۶۶۔

تصانیف شمس مارہرہ

معمولات ذکر وفکر، اشغال باطنی، مریدین وسالکین کی تربیت اور مخلوق خدا کی اصلاح و ہدایت میں مصروفیت کی وجہ سے آپ نے تصنیف وتالیف کی طرف توجہ نہیں فرمائی، جس موضوع پر تصنیف کی ضرورت محسوس فرمائی اپنے خلفا اور خدام کو حکم دے کر کتاب تصنیف کروالی، 'آئین احمدی' اور 'مواہب المنان' وغیرہ کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں کیا جاچکا ہے۔

قاضی غلام شبر صاحب لکھتے ہیں:

> حضور اقدس کو تصنیف وتالیف سے دلچسپی نہ تھی، بیشتر مسائل اور استفسارات وشبہات کا جواب خود سائلوں پر منکشف ہو جاتا، کبھی نوازش ناموں سے تسکین فرما دیتے۔ اس عاجز نے بعض کرامت نامے حضور کے دیکھے ہیں جن میں فوائد عجیبہ اور تحقیق مقام کے سوا خدام کی حفاظت و پرورش کا خاص پتہ چلتا ہے۔ افسوس اُس زمانے میں کسی نے ان کے جمع کرنے کی کوشش نہیں کی اور اب بہت دشوار ہے۔☆

انتساب تصانیف پر تحقیقی نظر:

مولانا ارشاد احمد ساحل سہسرامی اپنے تحقیقی مقالے 'خاندان برکات کی علمی اور ادبی خدمات' میں لکھتے ہیں:

> اس قدر علمی جامعیت اور فضل و کمال کے باوجود حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کو تصنیف و تالیف سے دلچسپی نہ تھی، پھر بھی چند نہایت گراں مایہ تصانیف آپ سے یادگار ہیں جن میں (ا) آئین احمدی ۳۴

☆ مدائح حضور نور: ص ۶۵۔

جلد، (۲) بیاض عمل و معمول دوازدہ ماہی (۳) آداب السالکین مطبوعہ (۴) مثنوی تصوف (۵) دیوان شعر فارسی (۶) وصیت نامہ وغیرہ کے نام سوانحی کتب میں ملتے ہیں۔☆

ہم نے شمس مارہرہ کی تصانیف کے حوالے سے جب سوانحی کتب کا مطالعہ کیا تو بعض قابل توجہ امور سامنے آئے جن کی روشنی میں صرف 'آداب السالکین' اور 'بیاض عمل و معمول' کو ہی حضرت کی تصانیف کے ذیل میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

'آئین احمدی' کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں کہ دراصل یہ حضور شمس مارہرہ کے حکم اور نگرانی میں ترتیب دیا جانے والا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں قاضی غلام شبر صاحب کے بیان سے واضح ہوا۔ قاضی غلام شبر نے 'تنبیہ الاشرار' میں بھی ایک مقام پر اِس طرف اشارہ کیا ہے، لکھتے ہیں:

> 'آئین احمدی' نام جو ایک کتاب سرکار مارہرہ شریفہ کے کتب خانے کی آپ کے ہاتھ آگئی ہے جس کو آپ خاص مصنفہ حضور پرنور قبلہ جسم و جاں حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر کر کے بعض عبارات سے جو مثبت فضائل حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ ہیں اکثر لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں اور کم علموں سے افضلیت فی العرفان اُس کے معنی بیان کرتے ہیں نہ حضور پرنور جناب مرشدی (شمس مارہرہ) قدس سرہٗ کی تصنیف ہے اور نہ کسی خاص خلیفہ و مرید کی، نہ اس پر وثوق ہے کہ وہ جزواً یا کلاً حضور (شمس مارہرہ) نے ملاحظہ فرمائی، نہ اُس کے جامعین نے لحاظ تحقیق و تحریر روایات کتب اہل سنت کیا، بلکہ حسب ارشاد حضور والا (شمس مارہرہ) بہت سے خدام ذوی الاحترام نے خلاصہ و اصول اُن علوم و فنون کے جن کی کتابیں سرکار میں موجود تھیں ایک مجموعہ ترتیب دیا، بعض فنون میں جو مختصر رسائل متقدمین مل گئے بعینہٖ درج کر دیے، بعض علوم ملخصاً و ملتقطاً خود تحریر کر کے شامل کر دیے۔

☆ سالنامہ اہل سنت کی آواز: ص ۱۶۴، مارہرہ شریف شمارہ ۱۹۹۹ء۔

جس کی جلدیں قریب ساٹھ کے تھیں، اب بھی چند جلدیں سرکار میں موجود ہیں، باقی اکثر تلف ہوگئیں۔☆

ان تفصیلات کی روشنی میں 'آئین احمدی' کو شمس مارہرہ کی تصنیف قرار دینا ذرا محل نظر ہے۔ پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ایک طرف تو اکثر سوانح نگار یہ لکھ رہے ہیں کہ اوراد و اشغال کی مصروفیت کی وجہ سے آپ کو تصنیف و تالیف سے دلچسپی نہیں تھی اور دوسری طرف آپ نے ۳۰، ۳۴ یا ۶۰ ''ضخیم جلدیں'' تصنیف فرما دیں۔ قاضی غلام شبر صاحب جنہوں نے اس کی متعدد جلدوں کی زیارت کی ہے ان کا بیان پیچھے گزرا کہ:

اس میں بیشتر اکابر کے متون اور چھوٹے چھوٹے رسالے مستقل نقل ہیں، بعض مضامین بطور خلاصہ نقل ہیں۔☆☆

مزید یہ کہ:

کہیں کہیں حضور کے دستخط سے مزین اور ہدایات سے آراستہ ہے۔

ان اشارات کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کرنے کی گنجائش ہے کہ 'آئین احمدی' شمس مارہرہ کے حکم سے ان کے خلفا و خدام نے ترتیب دی، ہاں کہیں کہیں آپ نے بھی اس میں بطور ہدایات اپنے قلم حق رقم سے کچھ تحریر فرما دیا، بہر حال جب تک 'آئین احمدی' کی باقی ماندہ جلدیں سامنے نہیں آتیں اس وقت تک یقین سے کوئی بات نہیں کہی جا سکتی۔

دیوان فارسی کو بھی یقینی طور پر حضرت شمس مارہرہ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا، خود حضرت تاج العلما نے بھی جزم و یقین کے ساتھ اس کو حضرت کا دیوان قرار نہیں دیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

ایک مختصر دیوان اشعار فارسی کی نسبت بھی گمان کیا جاتا ہے کہ حضرت کا ہے۔☆☆☆

یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ شمس مارہرہ کے حالات میں جتنے بھی قدیم ماخذ اب تک

☆ تنبیہ الاشرار: ص ۳۶-۳۵۔

☆☆ مدائح حضور نور: ص ۶۴۔

☆☆☆ تاریخ خاندان برکات: ص ۲۵۔

ہماری نظر سے گزرے کسی میں آپ کے شعری ذوق کے بارے میں کوئی اشارہ موجود نہیں ہے، عشقی یا عینی کی طرح آپ کے تخلص کا بھی کہیں کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے، اگر آپ نے میدان شعر وسخن کو عزت بخشی تھی اور اس حد تک شعری ذوق تھا کہ ایک مکمل دیوان مرتب ہو گیا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جو سوانح نگاروں کو اپنی جانب متوجہ نہ کرتی، ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غلبۂ حال کے وقت یا کسی مخصوص کیفیت کے وقت برجستہ کچھ اشعار نظم ہو جاتے ہیں، غالباً ایسے ہی کسی موقع پر تصوف کے اسرار ورموز کے سلسلے میں حضرت نے مثنوی کے طرز پر کچھ اشعار نظم کیے ہوں گے مگر یہ کوئی ایسی طویل اور مکمل مثنوی نہ ہوگی جس کو مستقل ایک تصنیف قرار دیا جا سکے، حضرت تاج العلما نے بھی اس کو ''ایک چھوٹی سی مثنوی'' فرمایا ہے اور پھر یہ کہ:

> یہ مثنوی ایک بدایونی صاحب کو حفظ تھی جو ان سے فقیر (حضرت تاج العلما) نے بھی سنی تھی۔

یہ خود اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ کوئی دو چار سو اشعار پر مشتمل مثنوی نہیں ہوگی ورنہ ایک بدایونی صاحب کو زبانی یاد ہونا اور ایک ہی نشست میں سنا دینا ذرا عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ وصیت نامے کو بھی ''تصنیف'' کے زمرے میں شامل کرنا محل نظر ہے، یہ دو صفحات کا وصیت نامہ ہے جس کو قاضی غلام شبر صاحب نے 'مدائح حضور نور' اور حضرت تاج العلما نے 'بہترین کملا کی وصیتیں' میں نقل فرما دیا ہے۔ ہاں البتہ 'بیاض عمل ومعمول' کو حضرت کی تصنیف کہا جا سکتا ہے، حضرت تاج العلما کے بقول:

> اس میں مارہرہ کے متعلق جو اعمال واوراد اور اذکار واشغال واعراس وفواتح خاندان عالی شان برکاتیہ میں معمول ہیں مندرج ہیں یہ بھی مبسوط کتاب ہے۔☆

یہ بیاض یقیناً کتب خانہ سرکار مارہرہ میں موجود ہوگی۔

دوسرا رسالہ 'آداب السالکین' ہے جسے حضرت شمس مارہرہ کی تصانیف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ راہ سلوک اور ذکر واشغال پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے، اس رسالے کو سب سے پہلی مرتبہ تاج العلما شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری قدس سرہٗ نے ترجمہ کر کے مطبع ادبی لکھنو سے

☆ تاریخ خاندان برکات: ص ۲۵۔

۱۹۳۵ء میں شائع کروایا، حضرت تاج العلما نے ترجمے کے ساتھ اصل فارسی متن بھی شائع کیا تھا۔

ہم تمام آل احمدیوں کو حضرت کا احسان مند ہونا چاہیے کہ آپ نے ترجمہ اور اشاعت کے ذریعے شمس مارہرہ کا یہ مبارک رسالہ محفوظ فرمادیا ورنہ ممکن ہے یہ بھی مفقود ہو جاتا۔

رسالے کا دوسرا ایڈیشن اراکین بزم قاسمی برکاتی کانپور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ اس ایڈیشن میں صرف ترجمہ شائع کیا گیا متن شامل اشاعت نہیں کیا گیا۔ امین ملت حضرت شاہ سید محمد امین میاں قادری مدظلہ نے ۱۹۸۷ء میں از سرنو ترجمہ کیا اور آپ کے گراں قدر مقدمہ کے ساتھ یہ رسالہ برکاتی پبلشرز کراچی سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ برکاتی پبلشرز کراچی والے اِسی ایڈیشن کو اب محرم ۱۴۳۵ھ نومبر ۲۰۱۳ء میں حضور شمس مارہرہ کے جشن دوصد سالہ کے موقع پر تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہی ہے۔

آداب السالکین ایک تعارف:

آپ کی تصانیف میں یہی رسالہ 'آداب السالکین' ہماری دسترس میں آسکا، لہٰذا ہم یہاں اس کا قدرے تفصیلی تعارف کرانا چاہتے ہیں۔

یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے، پہلا باب آداب وفنا کے بیان میں، دوسرا باب ذکر کی ترتیب کے بیان میں اور تیسرا باب ذکر یا شغل اور حضوری قلب سے دفع خطرات کے فوائد کے بیان میں ہے۔

پہلے باب میں ان آداب کا بیان ہے کہ اگر سالک مرشد کی موجودگی میں اپنی عقل کے مطابق ان پر عمل کرتا رہے تو اس کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔ اس باب میں ۱۲/آداب کا بیان ہے۔

پہلا ادب: یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہ مانگو کیونکہ جب اللہ ہی اس کا ہوگا تو ساری مخلوق اس کی ہوگی۔

دوسرا ادب: سالک کبھی ایسا حرف بھی زبان پر نہ لائے جو عاجزی، مسکینی، تابعداری اور انکساری سے خالی ہو۔

تیسرا ادب: وہ نعمتیں ہرگز ظاہر نہ کرے جو سلوک کی منزلیں طے کرتے وقت اسے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہوں۔

چوتھا ادب: اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے ظاہر و باطن کے جملہ احوال پر مطلع جانے۔

پانچواں ادب: ہر چھوٹے بڑے کام میں سرورِ عالم ﷺ کی پیروی ضروری سمجھے، محبوبی کا درجہ ملنے کا یہی ایک راستہ ہے۔

چھٹا ادب: سادات کرام، مشائخ عظام اور علمائے دین کو رسول اللہ ﷺ کا نائب سمجھے اور دل و جان سے ان کی تعظیم کرے۔

ساتواں ادب: اپنے پیر و مرشد کو اپنے حق میں دنیا کے تمام شیوخ سے افضل سمجھے۔

آٹھواں ادب: مرشد کے سامنے سالک کو ایسے رہنا چاہیے جیسے غسل دینے والے کے ہاتھ میں میت ہوتی ہے۔

نواں ادب: راہِ سلوک میں مشاہدہ تجلیات سے باطنی جوش پیدا ہوتا ہے، سالک کو لازم ہے کہ اس مقام پر اپنی حد سے باہر نہ جائے اور اپنے مرتبے سے قدم آگے نہ بڑھائے۔

دسواں ادب: اپنے سارے کام خواہ وہ نفس کے بہکانے سے ہوں یا قلب و روح کے قوت دینے سے، ان سب کو اور خود کو خدا کے حوالے کر دینا چاہیے۔

گیارھواں ادب: خلق سے تنہائی اختیار کرے اور اپنے نفس سے غرور کو باہر نکال دے۔

بارھواں ادب: جس قدر ہو سکے کم کھائے اور کم سوئے۔

یہ آداب لکھنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ان آداب سے بھی زیادہ فائدہ مرشد کے پاس رہنے سے ہوگا اس لیے کہ مرشد کی موجودگی میں ایک ہی مجلس میں ہزاروں رکاوٹیں اور ہزاروں الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔

سلوک کی منزلیں طے کرنے میں جس حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے وہ فنا سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے آپ نے فنا کی تفصیل اور اس کی تینوں قسموں کا بیان فرمایا ہے۔

فنا کی پہلی قسم: فنا فی الشیخ یعنی اپنے آپ کو مرشد کے خیال میں ایسا گم کر دے کہ خود کو بھول جائے اور اپنے آپ کو مرشد سے الگ نہ سمجھے۔

دوسری فنا: فنا فی الرسول ہے یہ مرتبہ فنا فی الشیخ کے بعد حاصل ہوتا ہے، سالک کو جو کچھ مشاہدات تجلیات ہوں ان سب کو رسول اکرم ﷺ کا کرم سمجھے۔

تیسری فنا: فنا فی اللہ ہے۔ جب سالک فنا فی اللہ کے آخری درجے تک پہنچتا ہے تو وہیں سے بقا کی ابتدا ہوتی ہے۔

اس کے بعد آپ نے تفصیل سے ان اوراد واشغال اور نوافل وتلاوت کا بیان فرمایا ہے جو راہ سلوک میں ضروری ہیں۔

دوسرا باب ذکر کی ترتیب کے بیان میں ہے، اس میں آپ نے ذکر نفی واثبات کا طریقہ اور تعداد بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ذکر دو وقت کرنا چاہیے ایک تو تہجد کے وقت کہ اس وقت رحمت خداوندی جوش میں ہوتی ہے، دوسرا مغرب کے وقت کہ رات میں جاگنے والوں کا دن اسی وقت شروع ہوتا ہے۔

تیسرے باب میں دفع خطرات کے طریقے بیان کیے ہیں جب سالک ذکر وشغل کرتا ہے تو اس کے قلب پر وسوسے اور خطرات گزرتے ہیں اور یہ وسوسے حضوریٔ قلب میں مانع ہوتے ہیں ان کو دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بائیں طرف غصے سے تھوک دے اور یہ سوچے کہ مَیں نے شیطان کے منہ پر تھوک دیا اور وہ ملعون میرے تھوکنے سے بھاگ گیا۔ پھر اگر شیطان بہکائے تو تین گہری سانسیں لے اور پھر دونوں نتھنوں سے ناک سنکنے کی طرح سانس نکالے گویا دماغ سے گندگی نکل گئی۔

اگر اب بھی کوئی اندیشہ ہو تو پوری قوت کے ساتھ تین مرتبہ ذکر نفی واثبات کرے یعنی پوری طاقت سے لا الٰہ کہنے کے بعد دل پر الا اللہ کی ضرب لگائے اور اپنے ذکر میں مصروف ہو جائے۔

ذکر کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وضو کر کے کعبے کی طرف منہ کر کے دوزانو یا چارزانوں بیٹھے اور اپنے حواس مجتمع کر کے ایک بار آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور اپنے قلب کو مخلوق سے غافل کر کے ساری توجہ حق تعالیٰ کی جانب لگا لے۔

رسالے کے خاتمے میں فرماتے ہیں کہ جو سالک ان آداب پر عمل کرے گا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ بزرگان دین متین کی ارواح کریمہ کی برکت سے فیض یاب ہوگا، مرتبہ شریعت سے مرتبۂ طریقت پر پہنچ جائے گا اور اپنے سوالوں کو فرشتوں کے جواب سے دریافت کر لے گا۔ ان دونوں مرتبوں کو حاصل کرنے والا مرتبۂ علم الیقین اور مرتبۂ عین الیقین بھی حاصل کرے گا۔



خلفائے شمس مارہرہ

حضور شمس مارہرہ کی عنایت سے وابستگان کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ کے خلفا میں اپنے وقت کے جید علما وفضلا، مفتیان کرام، اہل درس و تدریس، فقرا وصوفیا، اہل خانوادہ اور خود آپ کے پیر خانے کالپی شریف کے عظیم المرتبت افراد شامل ہیں۔ آپ کے خلفا کو ہم تین حصوں میں تقسیم کریں گے (۱) اہل خاندان (۲) بدایونی خلفا (۳) عام خلفا۔

خلفائے خانوادہ:

(۱) حضرت سیدنا شاہ آل برکات ستھرے میاں:

آپ کے برادر اصغر اور آپ کے بعد خانقاہ برکاتیہ کے مسند نشین حضرت سید آل برکات عرف ستھرے میاں قدس سرہ کو آپ نے اجازت وخلافت سے نوازا۔ مولوی طفیل احمد متولی لکھتے ہیں:

> حضرت ستھرے میاں صاحب مرید وخلیفہ حضرت سید شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے تھے، اس کے علاوہ مثال خلافت اپنے بڑے بھائی حضرت سید شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز سے بھی حاصل کی تھی۔☆

(۲) سلطان التارکین حضرت سید شاہ آل حسین سچے میاں:

آپ حضور شمس مارہرہ کے چھوٹے بھائی تھے، آپ کو بھی اگرچہ اپنے والد گرامی حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت تھی اس کے باوجود آپ نے شمس مارہرہ سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ مولانا قاضی شبر قادری لکھتے ہیں:

> آپ نے باوجود اجازت والد ماجد حضرت اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے

☆ برکات مارہرہ: ص ۸۱۔

ارخ معظم سے بذریعہ خط بیعت کی اور اجازت وخلافت حاصل فرمائی۔☆ 'تاریخ خاندان برکات' میں بھی اس جانب اشارہ کیا گیا ہے۔☆☆

(۳) خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ:

آپ حضور شمس مارہرہ کے خلیفہ اعظم وروحانی امانتوں کو سچے وارث تھے۔ مفصل تذکرہ آگے آتا ہے۔

(۴) سیدالعابدین سید شاہ اولاد رسول قادری مارہروی قدس سرہٗ:

آپ شمس مارہرہ کے بھتیجے اور سیدنا آل برکات ستھرے میاں کے صاحبزادے ہیں۔ حضور شمس مارہرہ کے مرید ہوئے اور اجازت عام وخاص اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

(۵) شمس العرفا حضرت سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ:

آپ حضرت آل برکات ستھرے میاں کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، آپ کو بھی اپنے والد ماجد کے علاوہ شمس مارہرہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی۔

بدایونی خلفا:

بدایوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس پر حضور شمس مارہرہ کی بہت خاص نظر عنایت رہی ہے۔ بدایوں کو آپ اپنی جاگیر فرمایا کرتے تھے۔ قاضی غلام شبر قادری لکھتے ہیں:

> عام مخلوق پر نظر مہربانی وکرم تھی، لیکن خدام ومریدین پھر ان میں خدام سکنائے بدایوں پر نوازش خاص تھی، ارشاد فرماتے ''بدایوں ہماری جاگیر ہے، یہ حضور غوثیت سے ہم کو عطا ہوئی ہے''، خدام میں بھی سکنائے بدایوں ایک امتیازی شان رکھتے تھے، خلفا میں بھی سرخیل جماعت حضرات بدایوں تھے۔☆☆☆

'شمس مارہرہ اور بدایوں' یہ عنوان ایک علاحدہ مقالہ چاہتا ہے، یہاں ہم اختصار کے پیش نظر صرف بدایوں کے ان خوش نصیب افراد کا تذکرہ کریں گے جن کو شمس مارہرہ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔ آپ کے بدایونی خلفا حسب ذیل ہیں:

☆ مدائح حضور نور: ص۲۷۔

☆☆ تاریخ خاندان برکات: ص۲۹۔

☆☆☆ مدائح حضور نور: ص۶۳۔

(۱) افضل العبید شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی
(۲) مولانا شاہ عبدالحمید عثمانی بدایونی
(۳) مولانا فخرالدین عثمانی بدایونی
(۴) مولانا ذکراللہ شاہ فرشوری بدایونی
(۵) مولانا غلام جیلانی عثمانی بدایونی
(۶) مفتی ابوالحسن عثمانی بدایونی
(۷) مولانا حبیب اللہ عباسی بدایونی
(۸) مولانا محمد بہاءالحق عباسی
(۹) مولانا محمد نظام الدین عباسی بدایونی
(۱۰) مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی ثم کانپوری
(۱۱) مولوی محمد افضل صدیقی بدایونی
(۱۲) میاں جی عبدالملک انصاری بدایونی
(۱۳) مولوی عبدالعلی فرشوری بدایونی
(۱۴) مولوی عبادت اللہ صدیقی بدایونی
(۱۵) شیخ بارک اللہ صدیقی بدایونی
(۱۶) منشی ذوالفقارالدین متولی بدایونی
(۱۷) شیخ مبارزالدین بدایونی
(۱۸) قاضی محمد عبدالسلام عباسی بدایونی
(۱۹) قاضی امام بخش صدیقی بدایونی
(۲۰) میاں عبداللہ شاہ صحرائی بدایونی
(۲۱) مولوی نصیرالدین عثمانی بدایونی
(۲۲) شیخ عبدالصمد متولی بدایونی
(۲۳) شاہ محمد رفعت عرف بےفکر شاہ صاحب بدایونی

(۲۴) **قاضی ظہیر الدین صدیقی بدایونی**

شمس مارہرہ کے بدایونی خلفا کی یہ فہرست 'مدائح حضور نور' اور 'برکات مارہرہ' وغیرہ سے اخذ کی گئی ہے۔ ان دونوں کتابوں میں بہت سے خلفا کے نام کے ساتھ ان کے وطن کا لاحقہ نہیں لگا ہے ممکن ہے ان میں بھی بعض خوش نصیب بدایوں کے ہوں اور پھر ہم نے یہاں خاص شہر بدایوں کے خلفا کا ذکر کیا ہے۔ ضلع بدایوں کے قصبات کے رہنے والے حضرات کا ذکر عام خلفا کے ذیل میں ہوگا۔

عام خلفا:

خانوادۂ برکاتیہ اور بدایونی حضرات کے علاوہ شمس مارہرہ کے باقی خلفا کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت **پیر بغدادی صاحب** صاحبزادہ حضور غوثیت

(۲) حضرت سید **شاہ خیرات علی** ترمذی نبیرہ وسجادہ نشین شاہ فضل اللہ کالپوی

(۳) حافظ سید **شاہ غلام علی** شاہ جہانپوری

(۴) شاہ **ریاض الدین** سہسوانی

(۵) سید **احمد شاہ** شاہ جہانپوری

(۶) سید **شاہ میرن** بریلوی

(۷) سید محمد علی ملقب بہ **غلام درویش لکھنوی**

(۸) مولانا **فضل امام** رائے بریلوی

(۹) شاہ **غلام غوث صاحب** (مدفون بدایوں)

(۱۰) شاہ **گل**

(۱۱) شاہ **باز گل**

(۱۲) میاں **حبیب اللہ صاحب قندھاری** (مدفون درگاہ قادری بدایوں)

(۱۳) میاں **شاہ عالم**

(۱۴) میاں **شاہ حسن**

(۱۵) شاہ **حسین مغل**

(۱۶) مولوی **غلام عباس** بردوانی

(۱۷) **خواجہ کلن** قاضی سرونج

(۱۸) ملا **محمد اعظم** سہسوانی

(۱۹) حافظ **مراد شاہ**

(۲۰) مولوی **نور محمد** قادری

(۲۱) شاہ **غلام قادر** قادری

(۲۲) شاہ **شہاب الدین مستؔ**

(۲۳) چودھری **نیاز علی** کمبوہ مارہروی

(۲۴) مولانا **بدر الدین** بخاری

(۲۵) مولانا **شیخ احمد** دہلوی

(۲۶) مولانا **عبدالجبار** شاہجہاں پوری

(۲۷) مولانا **عبدالقادر** داغستانی

(۲۸) خواجہ **غلام نقشبند خاں** دہلوی

(۲۹) **سید قدرت علی شاہ** شاہجہاں پوری

(۳۰) سید **منور علی** جھجری

(۳۱) حافظ **محمد محفوظ** آنولوی

(۳۲) شاہ **اللہ یار** شاہجہاں پوری

(۳۳) **میاں جی شہاب الدین** ککرالوی

(۳۴) سید **شاہ فضل غوث** بریلوی

(۳۵) حافظ **مراد شاہ** پنجابی

(۳۶) حضرت **دیندار شاہ** رامپوری

(۳۷) شاہ **عبدالحق** شاہجہاں پوری

(۳۸) حضرت **نعمت اللہ** شاہ عرف کوارے میاں ساکن کانٹ

(۳۹) حضرت لطف علی شاہ

(۴۰) شیخ اشرف علی انصاری منداوری

(۴۱) سید رفعت علی شاہ

(۴۲) حضرت اصالت خاں

(۴۳) حضرت سید محمود مکی

(۴۴) حضرت جلال الدین پوربی

(۴۵) حضرت شاہ خاموش

☆☆☆

شمس مارہرہ کے اخلاف گرامی

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور شمس مارہرہ کے شہزادے اور شہزادی کا وصال سن طفولیت ہی میں ہوگیا تھا، یہاں ہم آپ کے بھتیجوں کا تذکرہ کریں گے کہ انہیں حضرات سے آپ کا سلسلہ اور فیضان آگے بڑھا ہے۔

شمس مارہرہ کے برادر گرامی حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ کے چار صاحبزادے تھے۔ یہاں ان چاروں حضرات کا اختصار کے ساتھ تعارف ہدیہ قارئین ہے۔

(۱) سید آل امام جُما میاں:

آپ سید آل برکات ستھرے میاں صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ولادت ۱۱۹۴ھ اور وفات ۸/رمضان ۱۲۴۸ھ کو ہوئی۔ آپ کو بیعت اپنے عم مکرم حضور شمس مارہرہ سے تھی، آپ کا زیادہ قیام لکھنؤ اور پورب میں رہا اس لیے صحبت کے اثر سے آپ کے عقائد میں قدرے تفضیلیت آگئی تھی، اس سبب سے حضور شمس مارہرہ نے آپ کا حصہ شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی قدس سرہٗ کو یہ کہہ کر عطا فرمایا کہ:

میرا ایک پوتا تمہارے پاس آئے گا یہ امانت اس کو واپس کر دینا۔

جُما میاں کے صاحبزادے سید ابن امام صاحب بھی اسی عقیدے پر قائم رہے لیکن ان کے صاحبزادے حضرت سید ابراہیم میاں قادری مارہروی قدس سرہٗ مذہب اہل سنت پر متصلب ہوئے، انہیں معلوم ہوا کہ ان کے دادا کا حصہ حضور شمس مارہرہ نے بدایوں میں رکھوا دیا ہے۔ انہوں نے بدایوں جانے کا ارادہ فرمایا، آگے کا حال مولانا محمد عبد الہادی قادری کے الفاظ میں سنیے:

بدایوں میں حضور سیف اللہ المسلول (سیدنا شاہ فضل رسول قادری) کا عرس ہو رہا تھا، اس وقت آستانہ مجیدی کے سجادہ نشین حضرت (تاج الفحول) مظہر حق قدس سرہٗ تھے، مارہرہ سے یہ برکاتی صاحبزادے بدایوں پہنچے اور سیدھے

حضرت (تاج الفحول) کے پاس گئے۔ قادری متوسلین سب ان سے واقف تھے، دھوم مچ گئی، اپنی روایت کے مطابق بڑے احترام سے ان کا استقبال کیا گیا، حضرت مظہر حق نے پوچھا'' صاحبزادۂ گرامی کیسے تشریف لائے؟''، تو انہوں نے فرمایا'' میرے دادا نے بتایا تھا کہ ان کا حصہ بدایوں چلا گیا ہے، مَیں وہ واپس لینے حاضر ہوا ہوں''۔ حضرت (تاج الفحول) نے انہیں داخل سلسلہ فرمایا، بیعت کے ساتھ خلافت بھی دی، فاتحہ ہوئی، حاضرین میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ شاعروں نے مدحت پیش کی، ایک مطلع سن لیجیے:

نور ذاتی بہ صفاتی آمد　　برکاتی برکاتی آمد☆

(۲) خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ:

آپ سیدنا شاہ آل برکات قدس سرہٗ کے فرزند اوسط ہیں، ولادت ۱۲۰۹ھ میں ہوئی، حضور شمس مارہرہ کی خاص نگاہ عنایت اور تربیت کے سائے میں تعلیمی مراحل طے کیے۔ ابتدائی تعلیم اپنے عم مکرم کے خلفا مولانا شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی اور مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی سے حاصل کی۔ پھر لکھنؤ کا سفر فرمایا اور حضرت مولانا نور الحق بن احمد انوار الحق فرنگی محلی سے تکمیل کی۔ فن طب اپنے والد ماجد اور حکیم فرزند علی خاں موہانی سے علماً اور عملاً حاصل کیا۔ تحصیل حدیث کے لیے دہلی کا سفر فرمایا اور سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے حدیث سماعت کر کے اجازت وسند حاصل کی۔ علوم باطنی کی تعلیم اور منازل سلوک اپنے والد ماجد اور اپنے عم مکرم حضور شمس مارہرہ کی خدمت میں طے فرمائے۔ اپنے استاذ حضرت مولانا نور فرنگی محلی سے سلسلۂ رزاقیہ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے سلسلہ علویہ منامیہ کی اجازت حاصل فرمائی۔ عم مکرم حضور شمس مارہرہ سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت والد ماجد اور عم مکرم دونوں سے حاصل فرمائی۔

قاضی غلام شبر قادری لکھتے ہیں:

> تصرف وحکومت میں آپ اپنے پیر و مرشد وعم معظم حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین اور وارث کمالات اور اخفا وستر حال میں اپنے والد ماجد حضور ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

☆ احوال ومقامات: ص ۱۰۸۔

خلف الصدق تھے۔☆

شمس مارہرہ سے تعلق اور نسبت کے استحکام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے نام کے ساتھ ہمیشہ 'احمدی' تحریر فرماتے تھے، آپ کی مہر مبارک پر 'آل رسول احمدی' ہی کندہ تھا۔

حضرت خاتم الاکابر کے عہد مبارک میں خانقاہ کی جو تعمیر وترقی ہوئی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> مدرسہ ومکاناتِ مدرسین ومشائخ، حجرات وخلوات فقرا تعمیر کروائے۔ عالم، حافظ، قاری، طبیب، معلم، فقرا درگاہ شریف میں معین کیے، ایک محاسب مقرر کیا جو تمام حسابات درگاہ شریف رکھے، خدام آستانہ کی خدمات مقرر فرمائیں۔ مسجد میں امام ومؤذن ملازم رکھے، سابقاً اکثر خدمات درگاہ و خانقاہ ومسجد مریدین وخلفا کے سپرد تھیں جو عقیدتاً بلا معاوضہ کرتے تھے، غرض درگاہ، مسجد، خانقاہ کی آبادی زائرین ومتوسلین کی مہمانداری، اعراس کا اہتمام سب حضور فرماتے۔☆☆

آپ کے معمولات وخصائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ظاہر شریعت سے ایک ذرہ تجاوز نہ فرماتے۔ معمولاً روزانہ حلقہ ذکر ہوتا تمام عملہ درگاہ جماعت میں پانچوں وقت حاضر ہوتا، فقرا تہجد میں شریک ہوتے، عام خاندان برکاتیہ کے تمام متوسلوں کی حاجات دینی و دنیوی آپ پوری فرماتے، ہر خادم ومرید سے نہایت شفقت ورافت سے معاملہ فرماتے، ان کی پرسش حال وحوائج کا انصرام، خطا پر معافی، خفیہ معاونت عادت کریمہ تھی۔☆☆☆

کسر نفسی، تواضع اور درویشی کا یہ حال تھا کہ باوجود ہر قسم کے استحقاق کے کبھی نماز کی امامت نہ فرماتے بلکہ ایک حافظ صاحب کی اقتدا میں نماز باجماعت ادا فرماتے، کسر نفسی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ اپنے شہزادوں کو اپنے عم معظم کے خادم شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ سے حکماً خلافت واجازت دلوائی۔ شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی قدس سرہٗ کی اولاد کا یہ فرما کر اکرام

☆ مدائح حضور نور: ص۸۱۔ ☆☆ مرجع سابق: ص۸۲۔

☆☆☆ مرجع سابق: ص۸۳-۸۲۔

فرماتے کہ یہ ہمارے استاذ زادے ہیں اور صاحبزادوں کو بھی ان کے احترام کی ہدایت فرماتے۔ نوازشات کا سلسلہ یہاں تک دراز ہوا کہ اپنے نواسوں حضرت سید شاہ حسین حیدر اور حضرت سید شاہ ظہور حیدر رحمۃ اللہ علیہما کو تحصیل علم کے لیے مدرسہ قادریہ بدایوں بھیجا۔

بیشمار کرامات وخرق عادات آپ سے ظاہر ہوئیں، جن میں خاص طور سے یہ کرامت ہے کہ آپ کو طی الارض کا مرتبہ حاصل تھا۔ اس کے باوجود اخفائے حال کا یہ عالم کہ اپنے کسی مرتبے کا اظہار گوارا نہ فرماتے۔ صاحب مدائح نے اس سلسلے میں آپ کی یہ کرامت نقل کی ہے:

> اخفا اس درجے کا تھا کہ حاجی رضا خاں صاحب ساکن مارہرہ مرید حضور روایت فرماتے ہیں کہ مَیں نے مکہ مکرمہ میں بعد فراغ حج مولوی محمد اسماعیل صاحب مہاجر سے بیعت ہونا چاہا، مولوی صاحب نے فرمایا ''تم نے حضرت سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی سے بیعت کیوں نہ کی، وہ حج وزیارت میں اب تک ہمارے ساتھ تھے''۔ مَیں حاضر مارہرہ ہوا، حال عرض کیا فرمایا ''مولوی صاحب کو شبہ ہوا ہوگا دریافت کرلو فقیر مارہرہ سے باہر نہیں گیا''، مَیں نے اصرار کیا کہ مولوی صاحب حضور والا کے جاننے والے ہیں نہایت سچے اور متدین ہیں پورے زمانۂ حج کا ساتھ ہے، فرمایا ''خیر اگر تا حیات ہمارے اِس راز کو ظاہر نہ کرو مرید ہو جاؤ''، مَیں نے عہد کیا اور بیعت ہو گیا، بعد وصال حضور اقدس رحمۃ اللہ علیہ حاجی صاحب نے یہ قصہ بیان فرمایا۔☆

آپ کے خلفا میں ایک بڑی تعداد اہل بدایوں کی ہے ان کے علاوہ اہل خاندان میں آپ کے خلفا مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت سید شاہ ظہور حسن قادری مارہروی (صاحبزادے)
۲۔ حضرت سید شاہ ظہور حسین قادری مارہروی (صاحبزادے)
۳۔ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری (پوتے)
۴۔ حضرت سید شاہ ابوالحسن خرقانی (پوتے)
۵۔ حضرت سید شاہ مہدی حسن (پوتے)

☆ مدائح حضور نور: ص۸۸۔

۶۔ حضرت سید شاہ محمد صادق (برادر زادے)
۷۔ سید شاہ امیر حسین (ہمشیر زادے)
۸۔ حضرت سید حسین حیدر (نواسے)

بیرونی خلفا میں اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، ان کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں بریلوی، شاہ عبدالرحمٰن صاحب مرید و خلیفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور صاحبزادہ سید شاہ تجمل حسین صاحب شاہ جہاں پوری قابل ذکر ہیں۔

۱۸ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو وصال فرمایا، درگاہ برکاتیہ میں اسد العارفین سید شاہ حمزہ مارہروی قدس سرہٗ کے جانب شمال آخری آرام گاہ ہے۔

(۳) سید العابدین سید شاہ اولاد رسول قادری قدس سرہٗ:

آپ سیدنا شاہ آل برکات ستھرے میاں کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۵ر شعبان ۱۲۱۲ھ کو ہوئی، بچپن ہی سے حضور شمس مارہرہ کی زیر تربیت رہے، فن طب اپنے والد ماجد سے حاصل کیا، حضور شمس مارہرہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ تاج العلما لکھتے ہیں:

> حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب نے فن طب علماً اور عملاً اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اس فن میں شہرۂ آفاق تھے۔ نواب میر خان صاحب والیٔ ٹونک حضرت کے بہت معتقد تھے، اکثر حضرت ٹونک میں تشریف رکھا کرتے تھے، نواب مذکور بہت نیاز مندی سے پیش آتے تھے۔☆

آگے فرماتے ہیں:

> آپ کو فن تکسیر و تسخیر روحانیات و سلب امراض میں یدطولیٰ تھا۔ آپ کے مؤلفہ و مصنفہ چند رسائل طب و حالات خاندان و بیان میلاد مبارک میں ہیں۔ آپ کے شاگرد فن طب میں مارہرہ اور اس کے گرد و نواح میں اکثر تھے جو اپنے اپنے وقت میں مشہور ہوئے۔☆☆

☆ تاریخ خاندان برکات: ص ۴۸-۴۷۔
☆☆ مرجع سابق: ص ۵۲۔

آپ کی مطبوعہ تصانیف میں 'ذکر میلاد مبارک' (ناتمام) اور 'تفصیل تبرکات خاندانی' کا پتہ ملتا ہے۔ یہ دونوں رسالے حضرت تاج العلما نے دارالاشاعت برکاتی خانقاہ برکاتیہ سے ۱۳۵۴ھ میں شائع فرمائے۔

آپ کا وصال ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ کو مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔ اپنے جد محترم سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ کے مزار کے پائیں آرام فرما ہیں۔

(۴) شمس الکملا سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ:

آپ حضرت ستھرے میاں صاحب کے چھوٹے صاحبزادے ہیں، آپ کی ولادت ۱۲۲۳ھ میں ہوئی، آپ کی ولادت کے وقت آپ کی ہمشیرہ جو اس وقت کم سن تھیں دوڑتی ہوئی حضور شمس مارہرہ کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ ''ہمارے بھیا پیدا ہوا ہے''، حضرت نے ارشاد فرمایا ''وہ غلام محی الدین امیر عالم ہے''۔ حضور شمس مارہرہ آپ سے بہت محبت فرماتے تھے، آپ نے تحصیل علم شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی، شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی اور مولانا ولی اللہ فرخ آبادی سے کی۔ منازل سلوک و معرفت اپنے عم معظم حضور شمس مارہرہ کی تربیت و نگرانی میں طے کیے۔ بیعت و خلافت والد ماجد سے رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ شمس مارہرہ نے بھی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ ''والیٔ اودھ کی سرکار میں نائب وزیر رہے، باوجود مشاغل منصبی کے اوراد و وظائف کے پابند تھے، فن تکسیر میں خاص دستگاہ رکھتے تھے''۔☆

حضرت تاج العلما فرماتے ہیں:

> چونکہ بہ مقتضائے زمانہ برگزیدگان خدا کسی پردے میں اپنے آپ کو نظر خلق سے پوشیدہ رکھتے ہیں نیز حضرت کے والد ماجد کی وصیت بھی تھی، اسی لیے عہد شاہی میں بادشاہ اودھ کے عاملان باوقار اور عہد انگریزی میں وکیل حکومت سرکار کے پردے میں اپنے آپ کو چھپائے رہے، دونوں حالتوں میں مخلوق خدا کو فائدہ ظاہر و باطنی پہنچاتے رہے۔☆☆

آپ کا وصال ۵ رشعبان ۱۲۸۶ھ کو ہوا۔ درگاہ برکاتیہ کے جنوبی دالان میں آسودۂ خاک ہیں۔

☆☆☆

☆ مدائح حضور نور: ص ۷۶۔

☆☆ تاریخ خاندان برکات: ص ۷۰۔

شمس مارہرہ کی وصیت

وصال سے قبل شمس مارہرہ نے دو وصیتیں مرتب فرمائیں ایک وصیت اپنے مریدین ووابستگان کے لیے اور دوسری وصیت خاص اپنے اہل خاندان کے لیے۔ یہ دونوں وصیتیں فارسی میں ہیں،ان کی ایک قدیم نقل کتب خانۂ قادریہ میں موجود ہے،جس کو حافظ علی اسداللہ مجیدی نے بمقام مارہرہ مطہرہ محرم ۱۲۷۳ھ میں نقل کیا تھا،اس کے علاوہ ان وصیتوں کو قاضی غلام شبر قادری بدایونی نے اپنی کتاب 'مدائح حضور نور' میں درج کر دیا ہے۔نیز تاج العلما سید شاہ اولادرسول محمد میاں قادری قدس سرہٗ نے اکابر خاندان برکات کی وصایا کا مجموعہ 'بہترین کملا کی وصیتیں' کے عنوان سے مرتب فرمایا ہے اس میں بھی یہ وصیتیں شامل ہیں۔ہم یہاں ان دونوں وصیتوں کا تلخیصی ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اہل خاندان کے لیے وصیت

اللّٰہ لا الٰہ الا ھوالحي القیوم ۔اے خدا کے بندو!اللہ تم سب کوسلامت رکھے۔والد ماجد علیہ الرحمۃ نے اپنی وصیت میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اُسی کو میری جانب سے بھی سند سمجھو اور حتی الامکان اس پر مواظبت کرو اور اپنے اسلاف کرام کے بہترین طریقے سے سرِ مو تجاوز نہ کرو،اہل دل کے معاملے میں عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔

اور یہ بعض اہل زمانہ یہ اہل دین نہیں ہیں بلکہ یہ اہل کینہ ہیں کیونکہ اگر یہ دیندار ہوتے تو آپس میں شفقت ومحبت سے رہتے،نفاق کی راہ نہیں بلکہ اتفاق کی راہ چلتے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

اور بیعت اپنے خاندان کے علاوہ کسی اور سے نہ کریں،خواہ اپنے والد سے ہو یا اپنے بھائیوں سے یا پھر اپنے خاندان کے خلفا سے،یہی صحیح راستہ ہے۔

باغ مرا چہ حاجت سرو وصنوبر ست ☆ شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است

(ترجمہ: ہمارے باغ کو سرو وصنوبر کی کیا ضرورت ہے، خود ہمارے گھر کا پروردہ شمشاد کس سے کم ہے)

والد ماجد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی اہل اللہ نظر آ جائے تو اس کا دامن ہو اور تمہارا ہاتھ ہو (یعنی اس سے اخذ فیض کرو) لیکن یہ معاملہ اب مفقود ہے۔ محض کسی کی چرب زبانی اور شیریں بیانی دیکھ کر فریفتہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ طائفہ اہل اللہ ہر زمانے میں کبریت احمر سے بھی زیادہ نایاب ہے۔ ان سے فائدہ واستفادہ میں البتہ کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔

متاع نیک از ہر دکان کہ باشد

(ترجمہ: اچھا سامان جس دکان سے بھی ملے لینے میں مضائقہ نہیں)

مسجد، درگاہ اور خانقاہ کے آداب کو ہمیشہ نظر میں رکھو، ضروری چیزوں کو ملحوظ رکھو اور غیر ضروری سے محفوظ رہو کہ یہی بہترین طریقۂ شریعت ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ☆ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(ترجمہ: جو شخص بھی پیغمبر (ﷺ) کے خلاف راہ چلے گا وہ ہرگز منزل کو نہیں پہنچے گا۔)

آنے جانے والوں کی خدمت، مشائخ وفقرا اور علما وفضلا کی تعظیم وتکریم کا خیال کریں۔ علم وعمل کو پیش نظر رکھیں، یہی کام ہے اور میری سالانہ فاتحہ میں کوئی تکلف نہ کریں سوائے ایک پیالہ شربت اور ایک باسی روٹی کے اور مہمانوں کی خدمت سچے دل سے کریں کیونکہ جس نے خدمت کی اس کی خدمت کی گئی۔

مریدوں کے لیے وصیت

کان اللّٰہ ولم یکن معه شیء (ازل میں اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی نہ تھا)

میرے دینی ویقینی بھائیو! جاننا چاہیے کہ جو کچھ والد ماجد نے وصیت فرمائی ہے اگر اخلاف میں کوئی سعادت مند ہے تو اسی پر اس کو عمل کرنا چاہیے، اس لیے کہ اس میں عاقبت کی عافیت ہے۔

سات پشتوں سے یہ خاندان برکاتیہ حمزویہ فیض مآب غوث الثقلین قطب الکونین کا نمک پروردہ چلا آ رہا ہے، لہٰذا ہمارے مریدوں کو چاہیے کہ حضور غوث پاک کی غلامی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں کہ دارین کی سلامتی اسی میں ہے۔ مذہب حنفی پر قائم رہیں اور علما وفقرا اور مساکین کی تعظیم وخدمت کی پوری کوشش کریں، جو کچھ خشک وتر میسر ہو پورے وقار اور تواضع کے ساتھ ان

کی خدمت میں پیش کردیں، اگر وہ قبول کریں تو ان کے حسنِ اخلاق کی رو سے بہتر ہے اور دوسری صورت میں ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

(وصال کے بعد) تعزیت کی رسم تین دن سے زیادہ نہ کریں، جیسا کہ ہمارے خاندان کا معمول ہے اور ایسا ہی والد ماجد کی رحلت کے وقت کیا گیا تھا اور خاندان کے لوگوں کو روزے کی تکلیف نہ دیں کہ اس میں ان کے خانگی معاملات کا بڑا نقصان ہوتا ہے، سوائے تیجے ،بیسویں اور چالیسویں کی فاتحہ کے اور کچھ نہ کریں اور روشنی و چراغاں وغیرہ نہ کریں جیسا کہ متاخرین کا معمول ہے کیونکہ یہ عاصی تکلف کا روادار نہیں ہے اور تکلف شریعت میں روا نہیں ہے۔

میری سالانہ فاتحہ میرے یومِ وفات پر ایک روپیہ چار آنے کے بتاشے یا روٹی پر احتیاط کے ساتھ شریعت کے مطابق انجام دیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کریں، حضور غوث الثقلین کے عرس (یعنی گیارھویں شریف) کے دن غوث پاک کی فاتحہ کے بعد سوا پاؤ بتاشے پر اس فقیر کو بھی فاتحہ کے ذریعے یاد کرلیں تاکہ حضور غوث پاک کی برکت سے اس موروثی غلام کی عاقبت بھی بخیر ہوجائے۔

جدِ محترم نے فرمایا ہے:

منم مرید و غلام کمینۂ در تو　　ز خاک کوئے تو ماراست آبرو یا غوث

(ترجمہ: اے غوث پاک! مَیں آپ کے در کا ایک ادنیٰ غلام و مرید ہوں، آپ کے کوچے کی خاک ہی سے میری آبرو ہے۔)

اور اسی طرح میرے پردادا (صاحب البرکات) دادا (سیدنا آل محمد) اور حضرات والدین کے عرس کے دن بھی کریں۔ فقط



سوانحی کتب

آپ کی حیات ظاہری ہی میں آپ کے جاں نثار خلفا و مریدین نے آپ کے حالات قلم بند کرنا شروع کر دیے تھے۔ وصال کے بعد بھی کئی کتب خاص آپ کے حالات میں تالیف کی گئیں، اس کے علاوہ جو کتابیں عمومی طور پر خانوادۂ برکاتیہ کے اکابر و مشائخ کے حالات میں لکھی گئیں ان میں کسی میں تفصیلی اور کسی میں اجمالی طور پر آپ کے حالات نقل کیے گئے۔ آپ کی جو مستقل سوانح اب تک ہمارے علم میں آسکیں ان کا تعارف درج ذیل ہے:

آثار احمدی:

یہ شمس مارہرہ کے مرید جناب حکیم عنایت حسین کمبوہ مارہروی کی تصنیف ہے اور حضرت شمس مارہرہ کی حیات میں تالیف کی گئی ہے۔ نسب نامہ، شجرات طریقت، بیان کرامات، تذکرۂ خلفا و مریدین سب کا تذکرہ الگ الگ فصلوں کے تحت کیا گیا ہے۔ بعد میں لکھے جانے والے اکثر تذکروں کا بنیادی ماخذ یہی ہے، لیکن اپنی اس اہمیت کے باوجود زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔

حضرت تاج الفحول نے 'بیاض قادری' (قلمی) میں اس کے کئی طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ 'اکمل التاریخ' (۱۳۳۱ھ-۱۳۳۳ھ) لکھتے وقت مولانا ضیاء القادری صاحب کے بھی پیش نظر تھی، جس کا جگہ جگہ حوالہ دیا ہے۔ 'اصح التواریخ' کی ترتیب کے وقت حضرت تاج العلما کے پیش نظر تھی، جس کا آپ نے تذکرہ کیا ہے، لہٰذا خانقاہ برکاتیہ میں اس کا کوئی نسخہ ضرور موجود ہوگا۔

پروفیسر ایوب قادری نے 'تذکرہ علمائے ہند' کی کتابیات کے ذیل میں اپنے ذاتی کتب خانے میں 'آثار احمدی' کے ایک قلمی نسخے کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔☆

دس بارہ سال قبل کتب خانہ قادریہ بدایوں میں مجھے ناقص الاول ایک نسخہ ملا تھا، بعد میں

☆ تذکرۂ علمائے ہند: ۵۹۹۔

کتب خانے کی صفائی اور ترتیب کے دوران مخطوطات کی الماریوں میں کہیں رکھ گیا۔ حصہ مخطوطات کی فہرست مرتب ہوتو یہ سامنے آئے۔

ہدایت الخلوق:

یہ آپ کے جاں نثار مرید وخلیفہ مولانا شاہ محمد افضل صدیقی بدایونی (م:۱۸۴۶ء) ابن شیخ محمد تاج الدین بدایونی کی تالیف ہے۔ فارسی زبان کی اِس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب نہ صرف یہ کہ حضرت شمس مارہرہ کی حیات میں تالیف کی گئی بلکہ تکمیل کے بعد حضرت شمس مارہرہ نے اس کو ملاحظہ بھی فرمایا۔ 'ہدایت الخلوق' کتاب کا تاریخی نام ہے، جس سے سنہ تالیف ۱۲۲۷ھ برآمد ہوتا ہے۔ خود مؤلف نے اس کا قطعہ تاریخ نظم کیا ہے جس کا آخری شعر یہ ہے:

دل من خواست نام وتاریخش　　　　گفت ہاتف <u>ہدایت الخلوق</u>

اگر 'آثار احمدی' اس سے پہلے نہیں لکھی گئی تو اس کو حضرت شمس مارہرہ کی اولین اور مستند ترین سوانح قرار دیا جاسکتا ہے۔ کتاب مکمل کرنے کے بعد آخر میں مؤلف لکھتے ہیں:

> چوں ایں کتاب بعون الملک الوہاب صورت اتمام وارقام یافت بحضور پرنور مقدس ومعلیٰ جناب فیض مآب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدی سندی مرشدی ومولائی حضرت شمس الدین ابوالفضل سید شاہ آل احمد قادری ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہم بنظر فیض اثر گزرانیدم جناب معلیٰ نسخہ ہٰذا از ابتدا تا انتہا بنظر کیمیا اثر ملاحظہ فرمودند۔
>
> ترجمہ: جب یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی مدد سے مکمل ہوئی تو مَیں نے اس کو حضور پرنور مقدس ومعلیٰ جناب فیض مآب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدی سندی مرشدی ومولائی حضرت شمس الدین ابوالفضل سید شاہ آل احمد قادری ادام اللہ تعالیٰ فیوضاتہم کی نظر فیض اثر میں پیش کیا، جناب معلیٰ نے اِس نسخے کو از اول تا آخر نظر کیمیا اثر سے ملاحظہ فرمایا۔☆

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ کتاب ملاحظہ فرما کر حضرت شمس مارہرہ نے ارشاد فرمایا:

> عوض آں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماید مرمان سلف ملفوظات و حالات

☆ ہدایت الخلوق: ص۸۴۔

بزرگاں نوشتہ اند فیضے یافتہ اند و دیگراں مستفیض گشتند چونکہ اعتقاد و حوصلہ شما بر
ایں آورد او تعالیٰ و تقدس شما و دیگر خوانندگاں را فیض و برکت نصیب کند۔☆
ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ پہلے لوگوں نے
بزرگوں کے ملفوظات و حالات لکھے ہیں، خود بھی فیض اٹھایا ہے اور دوسرے بھی
مستفیض ہوئے ہیں۔ چونکہ تمہارا اعتقاد و حوصلہ اس پر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ تمہیں
اور دیگر پڑھنے والوں کو فیض و برکت نصیب فرمائے گا۔

کتاب میں خطبے، حمد و ثنا اور تمہید کے بعد نثر و نظم میں حضرت شمس مارہرہ کا نسب نامہ، منظوم شجرۂ قادریہ جدیدہ، بعض اکابر خاندان کی تواریخ وصال، حضرت میر عبدالجلیل بلگرامی کے بلگرام سے ہجرت کر کے مارہرہ شریف میں سکونت اختیار کرنے کا تفصیلی واقعہ، ذکر اجداد و دیگر اہل خاندان، معمولات روزانہ وغیرہ بالترتیب بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شمس مارہرہ کے ۶۱/ واقعات و کرامات کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں سے زیادہ تر واقعات خود مؤلف کے چشم دید ہیں یا پھر انہوں نے ایسے ثقہ لوگوں سے سنے ہیں جو واقعے کے وقت موجود تھے۔

سنہ ۲۰۱۰ء تک راقم سطور کو اس کتاب کے کسی نسخے کا علم نہیں تھا۔ نومبر ۲۰۱۰ء میں کراچی کا سفر ہوا، وہاں ایک لائبریری میں اس کے قلمی نسخے کا عکس مل گیا، راقم نے اُس عکس کا عکس لے لیا جو اب کتب خانۂ قادریہ میں محفوظ ہے۔

یہ نسخہ متوسط سائز کے ۸۵/ صفحات پر مشتمل ہے۔ قاضی غلام شبر قادری نوری بدایونی نے مولوی عطا احمد فرشوری کے نسخے سے اس کو نقل کیا ہے۔ ۱۴/ شعبان ۱۳۳۸ھ کو قاضی صاحب اس کی نقل سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد آٹھ صفحات میں مؤلف مذکور ہی کا ایک اور رسالہ ہے جس میں حضرت شمس مارہرہ کے مرض وصال اور وقت وصال کی کیفیات درج کی ہیں۔ آخر میں متعدد قطعات تاریخ ہیں۔ یہ رسالہ ۱۲۴۰ھ میں تالیف کیا گیا اور قاضی غلام شبر قادری نے ۱۵/ شعبان ۱۳۳۸ھ کو نقل کیا۔

تنبیہ الخلوق:

مولوی مجاہد الدین ذاکر (ابن شاہ مبارز الدین آل احمدی مرید و خلیفہ حضور شمس مارہرہ) کی

☆ ہدایت الخلوق: ص ۸۴۔

تالیف ہے۔ جناب مجاہد الدین ذاکر(۱۲۵۱ھ-۱۳۳۴ھ) خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے، ۱۲۷۴ھ میں شاہ عین الحق عبد المجید بدایونی کے مرید حافظ علی اسد اللہ مجیدی قادری رئیس بدایوں نے ان سے فرمائش کی کہ 'ہدایت الخلوق' فارسی میں ہے جس کو اب لوگ کم سمجھتے ہیں تم اس کا اردو میں ترجمہ کرو اور ساتھ میں بعض حالات کا اضافہ بھی کر دو تا کہ خانوادۂ برکاتیہ کے عام وابستگان و مریدین حضور شمس مارہرہ کے حالات سے واقف ہوں۔ انہوں نے حافظ صاحب کی فرمائش پر لبیک کہا، حضرت خاتم الاکابر سے اجازت لی، حضرت نے کتب خانہ برکاتیہ سے 'ہدایت الخلوق' اور 'آثار احمدی' ان کو عنایت کی۔ کتاب کا نام 'تنبیہ الخلوق' رکھا جس سے سال تالیف ۱۲۷۴ھ برآمد ہوتا ہے۔ کتاب کو تین مقامات پر تقسیم کیا گیا ہے۔ مقام اول در بیان نسب نامہ و شجر ہا، مقام دوم در بیان کرامات موافق ہدایت الخلوق، مقام سوم در بیان کرامات شنیدہ از ثقات۔

مقام اول میں نسب نامہ اور تمام سلاسل قدیم وجدید کے شجرے نثر و نظم میں نقل کیے گئے ہیں، اسی میں حضرت خاتم الاکابر کی روایت سے شمس مارہرہ کے معمولات شب و روز ذکر کیے ہیں۔ مقام دوم میں ۶۱ر واقعات و کرامات کا ذکر ہے اور مقام سوم میں ۵۹ کرامات ذکر کی گئی ہیں۔ اس کا جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں ۱۳۵ر صفحات ہیں اور یہ محمد احمد حسن نے شعبان ۱۳۴۲ھ میں نقل کیا ہے۔

گلشن ابرار:

یہ حضرت شمس مارہرہ کے مرید و خلیفہ مولانا شاہ ریاض الدین سہسوانی کی تالیف ہے۔ قاضی غلام شبر قادری بدایونی نے 'مدائح حضور نور' میں اور مولوی طفیل احمد متولی نے 'برکات مارہرہ' میں اس کا ذکر کیا ہے اور شمس مارہرہ کے چند واقعات اس کے حوالے سے درج کیے ہیں۔ یہ کتاب اب تک راقم سطور کی نظر سے نہیں گزری البتہ پروفیسر ایوب قادری نے 'تذکرۂ علمائے ہند' کی کتابیات کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس کا ایک نسخہ مولوی احید الدین نظامی کی ملکیت میں ہے۔☆ اب نہ ایوب قادری رہے نہ احید الدین نظامی، خدا جانے اُس نسخے کا کیا حشر ہوا۔

☆☆☆

☆ تذکرۂ علمائے ہند: ص ۶۱۰۔

شمس مارہرہ اور سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

علمی اور روحانی روابط

صاحب البرکات حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ (وفات: ۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۹ء) اور مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وفات: ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے خانوادوں میں ایک سے زیادہ عناصر مشترک نظر آتے ہیں، مثلاً شریعت وطریقت اور ظاہر و باطن کی جامعیت، تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کی مخلصانہ جدوجہد، مجاہدات وریاضات اور فقر و توکل کے ایمان افروز مظاہر یہی وہ عناصر ترکیبی ہیں جن کی بنیادوں پر ان دونوں خاندانوں کی علمی وروحانی عمارت قائم ہے، ان کے علاوہ علمی، روحانی، دعوتی اور اصلاحی خدمات کی صدیوں پر محیط روشن وتابناک تاریخ اور مریدین ومتوسلین اور تلامذہ وخلفا کا طویل سلسلہ بھی ان دونوں خاندانوں میں قدر مشترک ہے۔

خانوادۂ ولی اللہی میں شاہ ولی اللہ کے بعد ان کے صاحبزادے سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی شخصیت مرکزی اہمیت کی حامل ہے۔ اسی طرح خانوادۂ برکات میں شمس مارہرہ ابوالفضل آل احمد حضور اچھے میاں کی ذات گرامی کو ارباب نظر اور اصحاب دل نے فخر خاندان برکات تسلیم کیا ہے۔ یہ بھی عجیب حسن اتفاق ہے کہ اپنے خاندانوں کے یہ دونوں فخر خاندان چشم وچراغ ایک ہی عہد وزمانے کے ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ولادت رمضان ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء میں ہوئی، اس کے ٹھیک ایک سال بعد رمضان ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء میں حضور شمس مارہرہ تولد ہوئے۔ دونوں حضرات کے زمانۂ وصال میں تقریباً ۴؍سال کا فرق ہے، شمس مارہرہ کا وصال ربیع الاول ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء میں ہوا، اس کے چار برس بعد ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء میں شاہ عبدالعزیز دہلوی نے وصال فرمایا۔ اس معاصرت کے نتیجے میں دونوں حضرات ایک

دوسرے کے علم وفضل اور باطنی وروحانی کمالات کے معترف، قدرداں اور رتبہ شناس تھے۔

ان دونوں شخصیات پر الگ الگ کافی کچھ لکھا گیا ہے مگر غالبًا اب تک مؤرخین ومحققین نے ان دونوں حضرات کے باہمی تعلقات وروابط کو موضوع بنا کر تاریخ کا مطالعہ نہیں کیا ہے، جس کے نتیجے میں تاریخ کی بہت سی اہم کڑیاں بے ربط ہوگئیں اور بعض تاریخی حقائق کا سراغ ہم نے کھودیا، زیرنظر مضمون میں تاریخ کی انہیں گمشدہ کڑیوں کی بازیافت کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی جارہی ہے۔

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شمس مارہرہ ابوالفضل آل احمد حضور اچھے میاں مارہروی یہ دونوں عظیم شخصیتیں علوم ظاہر وباطن سے آراستہ اور شریعت وطریقت کی جامع تھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ شمس مارہرہ کے یہاں ہمیں علوم ظاہر پر تصوف وروحانیت کا غلبہ نظر آتا ہے، جب کہ شاہ صاحب نے اپنے باطنی کمالات پر علم ظاہر کا پردہ ڈال لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب خانقاہی اور صوفی ہونے کے باوجود درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف نظر آئیں گے اور شمس مارہرہ علم معقول ومنقول کا سمندر سینے میں رکھتے ہوئے بھی اپنی خانقاہ میں طالبین وسالکین کی تربیت وتزکیے میں مشغول نظر آتے ہیں۔

مجلس عزیزی میں تذکرہ شمس مارہرہ:

یہ دونوں حضرات معاصر تھے، ایک دوسرے کے علمی اور روحانی مقام ومرتبے سے آشنا تھے، لہٰذا علمی مجالس اور نجی محافل میں ایک دوسرے کا ذکر خیر بھی ہوتا تھا، اس سلسلے میں چند واقعات تک ہماری رسائی ہوئی ہے۔

'ملفوظات عزیزی' ☆ میں جامع ملفوظات شاہ صاحب کی ایک مجلس کا احوال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

☆ ملفوظات عزیزی فارسی زبان میں ہے، اس کو قاضی بشیرالدین صدیقی میرٹھی نے مطبع مجتبائی میرٹھ سے ۱۳۱۴ھ میں شایع کیا تھا۔ یہ ملفوظات ۱۳/ رجب ۱۲۳۳ھ سے شوال ۱۲۳۳ھ تک تقریباً تین ماہ کی مجالس صحبت سے نقل کیے گئے ہیں۔ جامع ملفوظات کی شخصیت ہنوز محققین کے نزدیک معمہ بنی ہوئی ہے، لیکن اس کے باوجود حکیم محمود احمد برکاتی، ڈاکٹر ایوب قادری اور نسیم احمد فریدی امروہوی جیسے خاندان ولی اللہ کی تاریخ کے ماہرین نے ان کی نسبت وصحت کو تسلیم کیا ہے۔ دیکھیے: شاہ ولی اللہ اور ان کے اصحاب: حکیم محمود احمد برکاتی، ص ۵۸-۵۹، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی، ۲۰۰۶ء۔ تذکرہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: نسیم احمد فریدی، ص ۴۱، الفرقان بک ڈپو لکھنؤ ۱۹۹۲ء۔

فرمود کہ شما اچھے صاحب را دیدہ اید آں مرید عرض کرد کہ از ڈھاکہ تا دہلی در خدمت اکثر بزرگان مشاہیر حاضر شدہ وارشاد وتوجیہ گرفتہ ام، خوبان آنہا را چند طبقہ متمیز ساختہ ام دریں ضمن قدرے احوال بزرگان ڈھاکہ و شاہ غلام علی صاحب بیان کردہ گفت در طبقہ ثانی شاہ اچھے صاحب را باعتبار علم وعمل اہل ایں فن میدانم۔☆

ترجمہ: ایک مرتبہ (ایک مرید سے شاہ عبدالعزیز نے) فرمایا کہ تم نے اچھے صاحب مارہروی کو دیکھا ہے؟ اُس مرید نے عرض کیا کہ مَیں ڈھاکہ سے لے کر دہلی تک اکثر مشہور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور ان کے ارشادات وتوجہات سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے، اُن میں سے ممتاز اکابر کے چند طبقات بھی مَیں نے قائم کیے ہیں۔ اِس سلسلے میں کچھ احوال بزرگان ڈھاکہ نیز حضرت شاہ غلام علی کے بیان کر کے کہا کہ طبقہ ثانیہ میں شاہ اچھے صاحب کو باعتبار علم وعمل اس فن طریقت کا ماہر سمجھتا ہوں۔

مجلس شمس مارہرہ میں تذکرۂ عزیزی:

جس طرح حضرت شاہ صاحب کی مجلس میں شمس مارہرہ کا ذکر ہوا کرتا تھا اسی طرح شمس مارہرہ کی مجلس میں شاہ صاحب کا ذکر خیر ہوتا تھا۔ ایک مجلس میں جس میں شمس مارہرہ کے مخصوص خدام حاضر تھے شاہ صاحب کے علم وفضل کا ذکر چھڑ گیا، حضور شمس مارہرہ نے ارشاد فرمایا کہ:

ان کا ظاہر ہمارے باطن کی مانند ہے اوران کا باطن ہمارے ظاہر کی طرح ہے۔

یہ روایت ہمارے خاندان میں سینہ بسینہ چلی آ رہی ہے، مَیں نے اپنے بزرگوں سے سنی ہے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے اس کا ایک معتبر حوالہ بھی مل گیا۔ حضرت فاضل بریلوی نے 'مطلع القمرین' میں حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں:

حدثنا المولیٰ ابو الحسین السید احمد النوری مد ظله العالی عمن حدثه عن المولیٰ العظیم سیدنا آل احمد اچھے میاں المارهروی

☆ ملفوظات عزیزی: ص۸۸۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال ظاھر الشاہ عبدالعزیز یساوی باطنی وباطنہ یعدل بظاھری ☆

ترجمہ: ہم سے بیان کیا مولانا ابوالحسین سید احمد نوری مدظلہ العالی نے، انہوں نے روایت کیا اس شخص سے کہ جس نے ہمارے سردار آل احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ شمس مارہرہ نے فرمایا کہ ''شاہ عبدالعزیز کا ظاہر میرے باطن کے مساوی ہے اور ان کا باطن میرے ظاہر کے مساوی ہے''۔

شاہ عبدالعزیز اسلام کا ستون ہیں:

اسی 'مطلع القمرین' میں حضرت فاضل بریلوی نے اپنے پیر و مرشد خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ آل رسول احمدی کے حوالے سے شاہ صاحب کے بارے میں حضور شمس مارہرہ کا ایک فرمان نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

سمعت حضرۃ شیخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول سمعت حضرت شیخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول شاہ عبد العزیز عماد الاسلام۔☆☆

ترجمہ: مَیں (فاضل بریلوی) نے اپنے شیخ (حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی) کو فرماتے ہوئے سنا کہ مَیں (حضرت خاتم الاکابر) نے اپنے شیخ (حضور شمس مارہرہ) سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ''شاہ عبدالعزیز اسلام کا ستون ہیں''۔

مریدین شمس مارہرہ درسگاہ عزیزی میں:

قدردانی، رتبہ شناسی اور علم و فضل پر اعتماد کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ ہم شمس مارہرہ کے بعض مریدین و خلفا کو درسگاہ عزیزی میں زانوئے تلمذ تہہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

ایک سرسری تلاش کے بعد ہمیں کم از کم چار حضرات ایسے ملے جو حضور شمس مارہرہ سے نسبت بیعت و ارادت رکھتے ہیں اور علوم ظاہر میں مدرسہ شاہ عبدالعزیز کے فیض یافتہ ہیں، ان

☆ مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین: ص۱۷۵۔

☆☆ مرجع سابق: نفس صفحہ۔

چار حضرات میں سے دو کے بارے میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ ان کو خود حضرت اچھے میاں نے شاہ صاحب کی درسگاہ میں علوم حدیث وتفسیر کی تحصیل کے لیے بھیجا تھا۔

(۱) خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہٗ: حضرت شمس مارہرہ کے بھتیجے، مرید، خلیفہ اور جانشین تھے، شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی اور شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت شمس مارہرہ نے پہلے آپ کو فرنگی محل حضرت ملا نور الحق فرنگی محلی (وفات: ۱۲۳۸ھ) کی خدمت میں تحصیل علم کے لیے بھیجا۔ وہاں سے معقول ومنقول میں فراغت کے بعد حضرت اچھے صاحب نے آپ کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی درسگاہ میں علم حدیث کی تحصیل کے لیے روانہ فرمایا۔

مولوی طفیل احمد متولی بدایونی 'برکات مارہرہ' میں لکھتے ہیں:

> تحصیل علوم ظاہری سے حضرت صاحب (خاتم الاکابر) نے فراغ حاصل کر کے دستار فضیلت ردولی شریف میں زیب سر فرمائی اور ۱۲۲۶ھ میں ارادہ وطن واپسی کا کیا، اس میں حضرت اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کا فرمان پہنچا کہ دہلی جا کر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کو صحاح ستہ وغیرہا کتب احادیث سنا کر سند حاصل کرو۔ چنانچہ آپ دہلی تشریف لے گئے اور شاہ صاحب کو جمیع کتب احادیث سنا کر ان سے سند حاصل کی۔☆

حضرت اچھے میاں کے اس فیصلے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں درسگاہ عزیزی کی کیا اہمیت ووقعت تھی۔

(۲) شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی ثم کانپوری (وفات: ۱۲۸۱ھ) شمس مارہرہ کے مرید وخلیفہ ہیں، ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت اچھے میاں نے مولانا کشفی کو پہلے مولانا مجدالدین عرف مولوی مدن کی خدمت میں بھیجا۔ وہاں سے فراغت کے بعد شمس مارہرہ کے حکم سے آپ شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ سلامت اللہ کشفی نے خود اپنے 'رسالۃ الاسناد'☆☆ میں اس کا

☆ برکات مارہرہ: ص ۸۷۔

☆☆ مولانا کشفی نے یہ رسالہ اپنے شاگرد رشید شاہ محمد عادل کو سند عطا فرماتے وقت فارسی زبان میں لکھ کر دیا تھا، اس میں آپ نے اپنے مختصر حالات بھی تحریر فرمائے ہیں، اس رسالے کا کچھ حصہ مولوی رحمان علی نے 'تذکرۂ علمائے ہند' میں درج کیا ہے، یہ عبارت ہم نے وہیں سے نقل کی ہے۔

ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں:

کتب درسیہ کی تحقیق و تدقیق کے بعد جناب پیرومرشد (شمس مارہرہ) قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی انار اللہ برہانہ کی خدمت بابرکت میں سعادت حاصل کی اور احادیث و تفاسیر کی کتابوں کی تحصیل و تحقیق و تنقیح میں مشغول ہوا اور اس خاندان سے فیض حاصل کیا۔☆

(۳) مولوی کریم اللہ دہلوی کے بارے میں مصنف 'تذکرۂ علمائے ہند' نے لکھا ہے کہ وہ حضور شمس مارہرہ کے مرید و خلیفہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے، لکھتے ہیں:

مولوی کریم اللہ دہلوی بن مولوی لطف اللہ فاروقی نے مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولانا رشید الدین خاں دہلوی اور مولوی محمد کاظم دہلوی کی خدمت میں رسمی علوم حاصل کیے اور حضرت آل احمد اچھے میاں مارہروی کے مرید ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ کثیر الدرس والتصانیف تھے، ۱۲۹۱ھ/ ۷۵-۱۸۷۴ء میں نوے سال کی عمر میں انتقال ہوا۔☆☆

(۴) مولوی احسان اللہ فرشوری بدایونی (مرید حضور شمس مارہرہ، خلیفہ حضور خاتم الاکابر) کے حوالے سے مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی نے 'تنبیہ الخلوق' میں ایک واقعہ نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

جناب عالم علوم بے نہایت، صاحب وعظ و ہدایت، حقیقت آگاہ مولوی محمد احسان اللہ صاحب بدایونی فرماتے ہیں کہ جب مَیں برائے حصول سند حدیث خدمت فیض درجت میں جناب افتخار المحدثین شاہ مولانا محمد عبدالعزیز قدس سرہٗ کے حاضر ہوا وہاں خواجہ نقشبند خاں سے ملاقات ہوئی الخ......☆☆☆

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احسان اللہ بدایونی شاہ صاحب کے تلامذہ میں ہیں، جب کہ ان کا رشتہ ارادت و بیعت حضرت اچھے میاں صاحب سے ہے۔

اس سلسلے میں اگر مزید تلاش و جستجو کی جائے تو اور بھی بہت سے افراد ایسے مل سکتے ہیں جو مشرباً آل

☆ تذکرۂ علمائے ہند: ص۲۲۰۔

☆☆ مرجع سابق: ص۳۹۷۔

☆☆☆ تنبیہ الخلوق: ص۴۷۔

احمدی اور تلمذ اعزیزی ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مجالس محرم:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا معمول تھا کہ محرم کے مہینے میں پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک آپ محفل وعظ کا اہتمام فرماتے۔ ان محافل میں آپ فضائل حسنین کریمین بیان فرماتے ،عشرے کے دن صبح سے وقت زوال تک محفل جاری رہتی پھر تبرک تقسیم کیا جاتا۔ حضور شمس مارہرہ کی نظر میں چند وجوہ کی بنیاد پر یہ اہتمام وانصرام مناسب نہیں تھا، آپ کے بھتیجے، مرید اور خلیفہ حضرت خاتم الاکابر حضرت شاہ صاحب کے تلمیذ تھے، ایک مرتبہ حضور شمس مارہرہ نے حضرت خاتم الاکابر سے اس سلسلے میں گفتگو فرمائی۔ حضرت خاتم الاکابر کے پوتے اور جانشین نور العارفین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ نے اپنی کتاب 'سراج العوارف' میں یہ پوری گفتگو درج فرمائی ہے، آپ لکھتے ہیں کہ جدی ومرشدی حضرت خاتم الاکابر نے فرمایا کہ:

> ترجمہ: ایک دن اپنے پیر ومرشد یعنی حضور اچھے میاں کی بارگاہ میں مَیں نے عرض کیا کہ دہلی میں میرے استاذ محترم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کو مَیں نے دیکھا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں حضرات حسنین کریمین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کے متعلق دس دن وعظ فرماتے ہیں اور دسویں محرم کو صبح سے لے کر وقت شہادت یعنی زوال تک شہادت کی فضیلت وغیرہ بیان کر کے تبرک تقسیم فرماتے ہیں۔ حضور (شمس مارہرہ) نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب بہت اچھا اور بہتر کرتے ہیں، لیکن اگر ہم سے ملاقات کا اتفاق ہوتا تو ہم کہتے کہ خاص اِس مہینے میں اس طرح کا اہتمام مناسب نہیں ہے بلکہ قدر قلیل پر ان حضرات گرامی کی فاتحہ دلائیں اور کسی دوسرے مہینے میں اس طرح کے وعظ وغیرہ کا اہتمام کریں، کیوں کہ ہمارے دور میں اس قسم کی مجالس منعقد کرنا روافض کا شعار ہے، اس مہینے میں ان امور کا زیادہ اہتمام کرنا رفض کے دروازے کھولنے کے مترادف ہے۔ آگے آنے والی اولاد اپنے اجداد کے بارے میں جب یہ باتیں سنے گی تو یہی گمان کرے گی کہ یہ لوگ یقیناً رافضی تھے تقیہ کرتے تھے (یعنی سنی بنے ہوئے تھے)۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے دو گروہ ہیں، ایک سنی

دوسرے شیعہ، ان دونوں گروہ میں کا کوئی بھی فرد شہادت یا فضائل حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا منکر نہیں ہے۔ لہٰذا اس دیار و بلاد میں اس قسم کے وعظ کے اہتمام کی چنداں حاجت نہیں ہے، ہاں البتہ اگر کہیں خوارج کا غلبہ ہو تو وہاں ایسی مجالس وعظ ضروری ہیں، مگر خوارج یہاں پائے نہیں جاتے۔☆

حضور اچھے صاحب کے اس فرمان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس بلند علمی مقام پر فائز ہیں کہ سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے امام وقت کے ایک عمل پر اصلاحی اور تنقیدی نظر ڈال سکتے ہیں۔

شمس مارہرہ اور مسئلہ وحدۃ الوجود:

حکیم عنایت احمد مارہروی (مرید خاص حضور شمس مارہرہ) نے 'آثار احمدی' میں شمس مارہرہ اور حضرت شاہ صاحب کے درمیان تعلق و ربط کا ایک واقعہ لکھا ہے جس سے نہ صرف یہ کہ ان دونوں حضرات کے درمیان مخلصانہ تعلق خاطر کا پتا چلتا ہے بلکہ اس سے حضور شمس مارہرہ کی شان مرجعیت، علوم مرتبت اور علم تصوف و توحید میں مقام ارفع کا بھی سراغ ملتا ہے۔

صاحبِ 'آثار احمدی' لکھتے ہیں کہ ایک صاحب نے بغداد شریف میں نقیب الاشراف صاحب سجادۂ غوثیہ سے عرض کیا کہ مجھے مسئلہ وحدت الوجود میں کچھ اشکال ہے وہ دور فرما دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں ہمارے گھر کی دولت تقسیم ہو رہی ہے وہاں جاؤ، حسب الارشاد یہ ہندوستان آئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دہلی میں سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا شمس فضل و کمال عروج پر تھا اور ہر جگہ آپ کے فیضان علمی کا ڈنکا بج رہا تھا، یہ صاحب شاہ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے مدعا عرض کیا، شاہ صاحب نے مسئلہ سمجھایا مگر ان کی تشفی نہ ہوئی، شاہ صاحب سمجھ گئے کہ یہ مسئلہ قال سے نہیں بلکہ کسی صاحبِ حال سے حل ہوگا، آپ نے فرمایا کہ مارہرہ چلے جاؤ وہاں ہمارے بھائی اچھے میاں ہیں وہ تمہاری تسکین کر دیں گے، یہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے، جس وقت یہ پہنچے اس وقت حضرت درگاہ سے خانقاہ کی طرف جا رہے تھے راستے میں انہوں نے قدم بوسی کی، آپ وہیں ٹھہر گئے اور ان کا حال دریافت کیا انہوں نے مختصراً اپنے آنے کا مقصد اور مسئلے کے سلسلے میں اپنے اشکال عرض کیے، وہیں قریب میں ایک پھونس کا

☆ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف: ص۱۱۳۔

چھپر تھا حضرت نے اس پر سے کچھ تنکے اٹھائے اور ان کو توڑتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اشکالات ایسے ہی ہیں جیسے یہ تنکے، پھر ایک ایسی نگاہ توجہ ڈالی کہ اسی وقت ان پر اس مسئلے کی حقیقت منکشف ہوگئی۔

وہ وہیں سے الٹے پاؤں دہلی کو واپس ہوئے اور شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچ کر سب عرض حال کیا، شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اس قدر جلد کیوں واپس آئے؟ تھوڑے دنوں حضرت (اچھے میاں) کی خدمت میں حاضر رہ کر اور کچھ فیض کیوں نہ حاصل کیا؟ جواب دیا کہ جب کام ہوگیا پھر قیام کی کیا ضرورت تھی، جن کو دیتے دیر نہ لگے ان کو واپس کرتے کیا دیر لگتی، اگر واپس کر لیتے تو مَیں کیا کرتا اس وجہ سے مَیں نے وہاں زیادہ ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔☆

اہل نظر جانتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز جیسے جامع شریعت وطریقت کا کسی شخص کو حضور اچھے صاحب کی بارگاہ میں تسکین باطنی کے لیے بھیجنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس سے حضور شمس مارہرہ کے علو مقام کا پتا چلتا ہے۔

باہم روابط محبت کا ایک واقعہ:

جس طرح شاہ صاحب نے ایک معاملے میں تشفی خاطر کے لیے ایک شخص کو شمس مارہرہ کی خدمت میں بھیجا تھا اسی طرح ایک مرتبہ شمس مارہرہ نے بھی ایک صاحبِ حاجت کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ کیا، شاہ صاحب نے اچھے میاں کے فرستادہ نوجوان پر خصوصی توجہ فرمائی اور اس کی دادرسی کی۔

شاہ صاحب کے مرید نواب مبارک علی خاں 'کمالات عزیزی' ☆☆ میں لکھتے ہیں کہ:

> ایک شخص بہ لباس عمدہ وصورت امیرانہ، پٹکہ زری کمر پر باندھے ہوئے عمدہ گھوڑے پر سوار قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ بخدمت حضرت عارف معارف میاں اچھے صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز حاضر ہوا اور نہایت بے قرار ومضطر تھا،

☆ آثار احمدی بحوالہ برکات مارہرہ: ص ۷۰-۶۹۔

☆☆ نواب مبارک علی خاں (رئیس میرٹھ) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مرید تھے، آپ نے شاہ صاحب کے حالات وکرامات 'کمالات عزیزی' کے نام سے جمع کیے تھے، یہ کتاب سنہ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں تصنیف کی گئی اور اسی سال مطبع ضیائی میرٹھ سے شایع ہوئی۔

حضرت (شمس مارہرہ) کے قدموں پر گر کر تڑپنے لگا، آپ نے بشفقت تمام متوجہ ہوکر اس سے حال پوچھا۔☆

اُس نوجوان نے اپنا مدعا بیان کیا کہ اُس کے پڑوس میں ایک ساہوکار ہے اس سے اس کو کوئی کام ہے، مگر وہ ساہوکار راضی نہیں ہوتا ہے، حضور شمس مارہرہ نے اس کا قصہ سن کر اس کو تسلی دی اور فرمایا:

تم دہلی میں بحضور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے جاؤ اور کچھ مت کہو، بلکہ آدمی واسطے پیشوائی کے تم کو دہلی سے اس طرف ملیں گے۔☆☆

نواب مبارک علی خاں لکھتے ہیں:

آخرش وہ شخص دہلی کو گیا، مقام شاہدرہ میں کئی آدمی بطور پیشوائی کے ملے اور حضور میں مولانا (عبدالعزیز) صاحب کے لے گئے۔ حضرت بہت شفقت سے اس کے حال پر متوجہ ہوئے اور ایک شخص کو فرمایا کہ ''فلانے ساہوکار کو ہمارا سلام کہو''، ساہوکار حاضر ہوا۔☆☆☆

شاہ عبدالعزیز اس ساہوکار کو کوٹھری میں لے گئے اور اس نوجوان کے معاملے میں اس سے بات کی، اب یہ شاہ صاحب کا کمال تسخیر ہے کہ حضور اچھے میاں کی کرامت کہ وہ ساہوکار فوراً معاملے کے لیے راضی ہوگیا اور وہ نوجوان شاد وخرم وہاں سے واپس ہوا۔

مولوی مجاہدالدین ذاکر بدایونی نے بھی 'تنبیہ الخلوق' میں اس واقعے کا ذکر کیا، لیکن واقعے کی جزئیات وتفصیلات میں قدرے تفاوت ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضور شمس مارہرہ نے اس جوان کو ایک ورد تعلیم فرمایا، وہ جوان واپس ہوا، دہلی پہنچا، اور ''مدرسہ جناب فیض مآب عالم باعمل فاضل بے بدل ہادئ گمراہاں رہبر انس وجاں شارح شریعت احمدی عاشق صورت محمدی ماحئ کفر وظلام ستون دین اسلام قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین اغاث العلما تاج الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب'' میں حاضر ہوا اور:

سب حال مفصل حضرت شاہ صاحب سے عرض کیا، شاہ صاحب نے جس وقت

☆ کمالات عزیزی: ص١٦۔

☆☆ مرجع سابق: نفس صفحہ۔

☆☆☆ مرجع سابق: ص١٨۔

نام نامی حضور (شمس مارہرہ) کا سنا اس جوان کی بہت تسکین فرمائی۔☆
آگے کا واقعہ تقریباً وہی ہے جو کمالات عزیزی میں مذکور ہے۔

خانقاہ برکاتیہ آل احمد یہ مارہرہ اور مدرسہ ولی اللّٰہی عزیزی دہلی کے درمیان علمی و روحانی روابط اور باہم قدر دانی وعزت افزائی کے سلسلے میں یہ چند اہم نکات تھے جو ہماری دسترس میں آسکے۔امید ہے کہ اگر اس موضوع پر مزید تلاش وتحقیق کی جائے، قدیم تذکروں، ملفوظات، مکاتیب اور سوانحی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو اس سلسلے کے مزید تاریخی حقائق آشکارا ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆

☆ تنبیہ الخلوق: ص ۱۱۶-۱۱۵۔

احب الخلفا

حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی

حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہٗ حضرت شمس مارہرہ کے جاں نثار مرید، احب الخلفا، خادم خاص، محرم اسرار اور خزینہ دار تھے۔آپ نے کم و بیش ۳۰؍ برس تک مارہرہ مطہرہ میں رہ کر حضور شمس مارہرہ کی خدمت کی، جس کے صلے میں 'افضل العبید' اور 'شاہ عین الحق' کے خطاب سے نوازے گئے۔ بارگاہ شمس مارہرہ میں آپ کو جو مقام قرب و اتصال اور خصوصیت حاصل تھی اس کے پیش نظر 'تذکرۂ شمس مارہرہ' میں آپ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے، لیکن ہم یہاں آپ کی شخصیت کے صرف انہیں پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے جو کسی نہ کسی جہت سے شمس مارہرہ سے متعلق ہیں۔

ولادت و تعلیم:

آپ کی ولادت بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان میں ۲۹؍رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ کو ہوئی، 'ظہور اللہ' تاریخی نام تجویز کیا گیا۔اپنے پھوپھا بحرالعلوم ملا محمد علی عثمانی سے اخذ علم کیا۔ان کے وصال کے بعد ملک العلما ملا نظام الدین سہالوی کے تلمیذ رشید حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب ساکن دیوہ شریف سے تکمیل کی اور علوم و فنون میں یگانہ ہوئے۔

واقعہ بیعت:

آپ کے شمس مارہرہ کے دامن سے وابستہ ہونے کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ اور حیرت انگیز ہے۔ یہ واقعہ تمام سوانحی مآخذ 'آثار احمدی'، 'ہدایت الخلوق'، حضرت تاج الفحول کی 'بیاض قادری'، 'اکمل التاریخ' اور 'برکات مارہرہ' وغیرہ سب میں موجود ہے۔واقعے کی تفصیلات و جزئیات میں

تھوڑا بہت تفاوت ہے جو عام طور پر اس قسم کے واقعات کی نقل و حکایات میں ہوتا ہے مگر اس واقعے کا ان تمام کتب میں ہونا ہی اس کی صحت و ثبوت کی سب سے قوی دلیل ہے۔

اس سلسلے میں قدیم ترین ماخذ مولوی افضل صدیقی بدایونی کی 'ہدایت الخلوق' ہے، یہ حضور شمس مارہرہ کی حیات میں تالیف کی گئی اور حضرت کی نظر سے گزری، مؤلف کتاب حضرت شاہ عین الحق کے واقعہ بیعت کے چشم دید گواہ ہیں۔ مولوی مجاہد الدین ذاکر بدایونی نے اس کا ترجمہ 'تنبیہ الخلوق' کے نام سے کیا ہے، مَیں وہیں سے بلفظہ پورا واقعہ نقل کر رہا ہوں:

جناب فیض مآب فضیلت پناہ حقیقت آگاہ گوہر یکتائے شریعت در بحر حقیقت و طریقت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مقبول کونین حاجی الحرمین حضرت مولانا عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ الحمید ایک مرتبہ ایام جوانی میں بہ ارادۂ طالب علمی لکھنؤ کو گئے اور وہاں ایک مدت تک قیام کر کے تحصیل علم کیا اور اکثر مجالس فقرا ومساکین میں حاضر ہوتے تھے اور اہل اللہ اور کامل کو ڈھونڈتے تھے۔ لیکن کوئی کامل نہیں ملتا تھا سب میں زور پاتے تھے۔ آخر کو اس فرقے سے ایسے منحرف اور محترز ہوئے کہ ہمیشہ کہا کرتے تھے "تمام جہان ڈھونڈا کوئی اہل اللہ نہیں پایا جا بجا دکان داری ہے، کسی میں سر موفقر نہیں"۔ محمد افضل کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے اور مفتی ابو الحسن نے ارادہ جانے مارہرہ کا کیا، جناب مولوی (عین الحق عبد المجید) صاحب نے فرمایا "ارادہ میرا بھی ہے بطریق سیر، جب تم چلو مجھ کو بھی اطلاع کرنا مَیں بھی چلوں گا"۔ مفتی صاحب نے مجھ سے (مولوی افضل صدیقی سے) کہا "مولوی صاحب کا چلنا ہمارے ساتھ مناسب نہیں ہے، اِس واسطے کہ وہ اِس فرقہ عالیہ کے معتقد نہیں ہیں بلکہ منکر ہیں، خدانخواستہ اگر وہاں سے آ کر خدام کی نسبت کچھ سبک حرف کہا تو ہم سے اُسی وقت قطع ہو جائے گی"۔ مَیں نے (مولوی افضل مصنف ہدایت الخلوق نے) کہا آپ سے قطع ہو جاوےگی ہم سے ایسی بات سن کر خدا جانے کیا ہو۔ چنانچہ ہم دونوں بلا اطلاع مولوی (عین الحق عبد المجید) صاحب مارہرہ کو چلے گئے۔ پیچھے سے

مولوی (عین الحق عبدالمجید) صاحب بھی خبر پا کر روانہ ہوئے اور شرف قدم بوسی حاصل کیا۔

اُن ایام میں شیخ محمد اعظم سہسوانی بھی مارہرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے مولوی (عین الحق عبدالمجید) صاحب سے کہا تم بھی مرید ہو جاؤ، فرمایا ''مَیں ناخواندہ (جاہل) نہیں ہوں جو مرید ہوں''۔

بعد پانچ چار روز کے بدایوں میں اپنے گھر آئے اور ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک صحرا وسیع ہے اور تمام زمین وہاں کی سبز و شاداب ہے، وسط میدان میں ایک خیمہ کھڑا ہے۔ یہ (شاہ عین الحق) بھی وہاں پہنچے، اس میں آواز گھوڑوں کی آئی اور اژدہام عام ہوا اور بہت نیک صورت اور سیرت آدمی وہاں جمع ہو گئے۔ انہوں نے (شاہ عین الحق نے) لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا غوغا ہے؟ کسی نے کہا کہ ''جناب سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین ہادیٔ جزوکل خاتم انبیاء و رسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تشریف لائے ہیں''۔ یہ سن کر یہ (شاہ عین الحق) بھی مؤدب ایک طرف کو کھڑے ہو گئے۔ دیکھا انہوں نے کہ جناب سرور عالم ﷺ بصورت حضرت مرشد اعلیٰ (حضور شمس مارہرہ) مسند پر جلوہ افروز ہیں، سر مو فرق نہیں ہے۔

جس وقت بیدار ہوئے اعتقاد حضرت مرشد اعلیٰ کا دل میں بہت ہوا اور جانا کہ بے شک حضرت مرشد اعلیٰ کو نسبت حضرت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ پھر ارادہ مارہرہ کا کیا اور واسطے قدم بوسی کے بہ عقیدت روانہ ہوئے، جب وہاں پہنچے اور سعادت قدم بوسی حاصل کر چکے، مؤدب بیٹھ کر دل میں کہنے لگے کہ ''فلاں حدیث کا مطلب حضرت سے دریافت کروں''، بہ مجرد ان کے خیال کے حضرت نے وہی حدیث زبان سے بیان فرمائی اور ان (شاہ عین الحق) سے مطلب استفسار کیا۔ انہوں نے اس کا مطلب بیان کیا۔ بعدہٗ ایک کتاب کتابوں کے تلے سے نکال کر ان کے ہاتھ میں دی اور فرمایا ''اِس

میں سے کچھ تم پڑھو"، انہوں نے لے کر کھولی، اول یہ نکلا" اگر طلب مولیٰ داری دست انابت بہ کسے بدہ و مرید شو بعد ازاں طلب مولیٰ کن"۔ انہوں نے (شاہ عین الحق نے) جب یہ عبارت پڑھی دوسرے کلام پڑھنے سے باز رہے، ہر چند چاہتے تھے کہ دوسرا فقرہ پڑھوں زبان پر کچھ نہ آتا تھا۔ ایک ساعت سکوت میں رہ کر عرض کیا "مَیں بھی مرید ہوں گا"، حضرت مرشد اعلیٰ (حضور اچھے میاں) نے فرمایا "تم عالم ہو تم کو احتیاج بیعت کی نہیں ہے"، ہر چند عرض کرتے تھے پذیرا نہ ہوتا تھا، بلکہ حضرت (شمس مارہرہ) کو انکار پر انکار تھا۔

آخر الامر مولوی (شاہ عین الحق) صاحب اپنی فرودگاہ پر آئے۔ عالم رویا میں حضرت فرید الملۃ والحق والدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی عبد المجید کا ہاتھ پکڑ کر دست مبارک حضرت مرشد اعلیٰ میں دیا۔ صبح کو مولوی صاحب نے بعض بعض احباب سے دربارۂ بیعت سعی کرائی، چونکہ حضرت مرشد اعلیٰ (حضور شمس مارہرہ) نے عالم رویا میں ہاتھ ان کا پکڑا تھا اور ظاہرا اکثر مرید اور غلام ساعی تھے مرید کرنا مولوی صاحب کا منظور اور قبول فرمایا اور اسی روز دوگانہ پڑھا کر مرید فرمایا۔

مولوی صاحب (شاہ عین الحق) نے حاضریٔ حضور پُر نور اختیار کی، سالہا سال خدمت گاری میں رہے، بقول شخصے کہ:

یک زمانہ صحبتے با اولیا ☆ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بعدہٗ والد اور برادران مولوی صاحب داخل سلسلہ ہوئے اور جناب مولوی صاحب نے محنت اور ریاضت بے حد کی تھی۔ بعد چندے مولوی صاحب کو خرقۂ خلافت عطا ہوا۔☆

عنایات شمس مارہرہ:

بیعت کے بعد شیخ کی ذات میں ایسا فنا ہوئے کہ گھر بار چھوڑ کر شیخ کے آستانے ہی پر ڈیرہ

☆ تنبیہ الخلوق: ص ۶۵-۶۴-۱۶۳۔

ڈال دیا۔حضور شمس مارہرہ کے وصال تک مارہرہ شریف میں رہے، حضرت شمس مارہرہ حکم فرما کر بدایوں بھیجتے اور یہ دو چار دن رہ کر پھر واپس آجاتے۔شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی قدس سرہٗ پر شمس مارہرہ کی جو عنایت خاص تھی اس کی تفصیل کے لیے تو ایک مستقل مقالہ درکار ہے۔مولوی افضل صدیقی بدایونی (مرید وخلیفہ حضور شمس مارہرہ) لکھتے ہیں:

عنایات وتفضلات مرشدی ومولائی برمولوی عبدالمجید بسیار شدہ بخرقہ خلافت و مثال سرفراز وممتاز فرمودند۔☆

ترجمہ:مولوی عبدالمجید پر مرشدی و مولائی (حضور شمس مارہرہ) کی عنایات وفضل وکرم بہت زیادہ تھا،خرقہ خلافت ومثال سے ان کو سرفراز وممتاز فرمایا تھا۔

قاضی غلام شبر قادری لکھتے ہیں:

بعد صاحبزادوں کے خلفا میں حضرت مولانا مولوی عبدالمجید عین الحق رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نگاہِ کرم تھی ان کے والد ماجد مولانا عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مرید حضور تھے لیکن مولانا رحمۃ اللہ علیہ بعد بیعت بیشتر خدمت اقدس میں حاضر رہتے،حکماً وطن جاتے آپ بہت سے جواہر اسرار کے خزینہ دار اور امانتوں کے تحویل دار تھے،تکمیل باطنی اور سرمایہ دینی و دنیوی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سرکار سے پایا۔' شاہ عین الحق' کا معزز لقب،'افضل العبید مولانا عبدالمجید' کا امتیازی خطاب پیرزادوں کی تعلیم کیسی بڑی اور بھاری نعمتیں تھیں۔کتب خانہ سرکار سے عمدہ عمدہ کتابیں منتخب فرما کر مدرسہ قادریہ کو جو اُس وقت مدرسہ محمدیہ کہا جاتا تھا مرحمت فرمائیں۔ایک موضع مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو جاگیر میں دلا دیا جو اِس وقت تک اُن کی آل کے قبضے میں ہے۔روزینہ فرخ آباد کے بھی محصل مولانا قرار پائے۔ایک حاکم کو بسفارش مولانا رحمۃ اللہ علیہ نوازش نامہ تحریر فرمایا کہ یہ فقیر کے مخصوص یاروں میں ہیں اور یہی ہمارے مایہ بساط ہیں ان کا کام فقیر کا کام ہے۔☆☆

☆ ہدایت الخلوق:ص۵۵۔

☆☆ مدائح حضور نور:ص۶۶-۶۵۔

روحانی مقام ومرتبہ:

'آثاراحمدی' میں لکھا ہے:

آنجناب دست بحبل المتین عروۃ الوثقی زدہ رہگزار مقصد اعلیٰ گردید وابواب فیوض وبرکات برروئے خود کشود وجادۂ سلوک بقدم اگہی نوردیدہ چراغ امتیاز درامثال واقران برافروخت وازرتبۂ عشق محویتی کمال بجمال ہمایوں بہم رسانیدہ بسرمایۂ حضوری آنجناب کامیابی حاصل ساخت واپس از طے مراحل سلوک وفقر ولباس صوفیہ وسند خلافت سلاسل عالیہ سرفرازی یافت و ملازم استان قدسی گشت جناب عالی باولی نظرے وعنایتے خاص وایشاں رابانجناب نسبت مخصوص بل اقوی بود چنانچہ اکثر جناب عالی می فرمود کہ مولوی عبدالمجید بمقام ہل من مزید است وہمچو اوطالبے صادق ویارموافق نیست وبمفاوضات شریفہ سرنامہ نامش افضل العبید مولوی عبدالمجید می فرمود۔☆

ترجمہ: حبل المتین اور عروۂ وثقی ان کے ہم دست تھی، مقصد اعلیٰ کے رہگذار، فیوض وبرکات کے دروازے اپنے اوپر کشادہ کیے، سلوک کے راستے پر معرفت کا قدم رکھا، اپنے معاصرین واقران میں امتیاز کا چراغ روشن کیا، رتبۂ عشق سے ایسے سرفراز ہوئے کہ جمال شمس مارہرہ میں کمال محویت حاصل ہوئی، شمس مارہرہ کے دربار کی حضوری کا سرمایہ نصیب ہوا، سلوک وفقر کے مراحل طے کرنے کے بعد سلاسل عالیہ کی سند خلافت سے سرفراز ہوئے، شمس مارہرہ کی آپ پر خاص نظر اور خاص عنایت تھی اور یہ بھی نسبت مخصوص رکھتے تھے، چنانچہ شمس مارہرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''مولوی عبدالمجید مقام ھل من مزید پر ہیں اوران جیسا کوئی دوسرا خادم صادق اور یار موافق نہیں''۔ حضور شمس مارہرہ اپنے مکتوبات میں ''افضل العبید مولوی عبدالمجید'' لکھ کر مخاطب فرماتے۔

صاحبِ 'آثاراحمدی' نے حضور شمس مارہرہ کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے کہ:

درویش باید کہ ظاہرش چوں ابی حنیفہ باشد و باطنش چوں منصور وایں معنی بجز

☆ آثاراحمدی بحوالہ اکمل التاریخ اول: ص ۹۶۔

مولوی عبدالمجید دردیگرے ندیدہ ام۔☆

ترجمہ: درویش کو چاہیے کہ اس کا ظاہر ابوحنیفہ کی طرح ہو اور باطن منصور کی طرح اور یہ معنی سوائے مولوی عبدالمجید کے کسی اور میں مَیں نے نہیں دیکھا۔

فرمان شمس مارہرہ:

'برکات مارہرہ' میں مولوی طفیل احمد صدیقی متولی نے حضرت شمس مارہرہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

> اپنے مریدین وخلفا کو جو اس وقت حاضر حضور تھے مخاطب کر کے فرمایا کہ جو مولوی عبدالمجید اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دوست رکھے گا وہ مجھے دوست رکھے گا اور جس نے ان سے اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے عناد رکھا اس نے مجھ سے اور میرے پیرانِ طریقت سے عناد رکھا۔ پس جو شخص مولوی عبدالمجید اور ان کے گھرانے سے بیزار ہے آل احمد اور آل احمد کے پیران طریقت اس سے بیزار ہیں۔ لہٰذا مولوی عبدالمجید کا اور ان کے گھر کا مخالف قیامت کے دن آل احمد اور اس کے پیران سلسلہ سے کسی قسم کی دستگیری کی امید نہ رکھے۔☆☆

شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کے بارے میں حضور شمس مارہرہ کا یہ فرمان عالی شان حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بروز حشر خدا نے مجھ سے پوچھا کہ نظام الدین دنیا سے میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو تو مَیں امیر خسرو کو پیش کر دوں گا کہ اے پروردگار تیری بارگاہ میں یہ تحفہ لایا ہوں، اسی طرح اگر فقیر سے سوال کیا گیا تو فقیر مولوی عبدالمجید بدایونی کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دے گا۔

مسئلہ قرطاس کی تفہیم:

سرورکائنات ﷺ نے ناسازی طبع کے دوران وصال مبارک سے کچھ پہلے ارشاد فرمایا کہ کاغذ قلم لاؤ مَیں ایک ایسی تحریر لکھوا دوں جو میرے پردہ فرمانے کے بعد تمہاری رہنمائی کرے اور تم میں کوئی نزاع نہ پیدا ہو۔ حضرت عمر فاروق نے خیال فرمایا کہ حضور علیہ السلام اس وقت

☆ آثار احمدی بحوالہ اکمل التاریخ اول: ص ۹۷۔

☆☆ برکات مارہرہ: ص ۷۷۔

ناسازی طبع میں ہیں، تحریر لکھوانے میں آپ کو مزید تکلیف ہوگی، ہماری خاطر حضور یہ تکلیف کیوں اٹھائیں، دین مکمل ہو چکا ہے کتاب اللہ اور اسوۂ رسول ہمارے سامنے ہے لہٰذا ان کی روشنی میں ہم مسائل حل کر لیں گے، یہ خیال کر کے آپ نے وہ تحریر نہیں لکھنے دی۔ حضرت عمر فاروق کا یہ عمل رسول اکرم ﷺ سے ان کے غایت محبت و ادب کی دلیل ہے مگر شیعہ حضرات اس واقعہ کو ایک الگ انداز میں پیش کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت عمر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ حضور ﷺ حضرت علی کی خلافت کے بارے میں کوئی تحریر لکھوانا چاہتے ہیں اس لیے حضرت عمر نے وہ تحریر نہیں لکھنے دی (معاذ اللہ) علمائے اہل سنت نے اس مسئلے پر بڑی وضاحت سے لکھا ہے اور اہل تشیع کے شبہات کا ازالہ کیا ہے، علمی دنیا میں یہ مسئلہ مسئلہ قرطاس کے نام سے معروف ہے۔

حضور شمس مارہرہ کے آخر عہد میں ایک بار حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی نے عرض کیا کہ مسئلہ قرطاس میں ہر چند علما نے جواب دیے ہیں لیکن حضور تسکین خاطر فرما دیں، ارشاد فرمایا ''ان شاء اللہ تعالیٰ ہم رفع شبہ کر دیں گے''۔ بروز وصال کہ مرض نہایت شدت پر تھا اور وقت رحلت قریب تھا، حکم فرمایا کہ مولانا کاغذ قلم دوات لائیے ہم کچھ لکھ دیں کہ ہمارے بعد نزاعات نہ ہوں، شاہ عین الحق نے عرض کیا حضور تکلیف نہ فرمائیں کوئی معاملہ متنازعہ ہی نہیں ہے، سب معاملات موجودہ و آئندہ میں خدام کو ہدایات شافی مل چکی ہیں اور راز دار خدام ان پر مطلع اور تعمیل کو جان و دل سے حاضر ہیں۔ حضور اقدس نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا ''الحمد للہ کہ فقیر کا وعدہ وفا ہو گیا اور آپ پر مسئلہ قرطاس کی حقیقت واضح ہو گئی''۔☆

قاضی غلام شبر صاحب نے یہ واقعہ لکھنے کے بعد ایک لطیف نکتہ بیان کیا ہے کہ دراصل باطنی معاملات کے جو اصحاب خدمت ہیں ان میں قطب وقت کا نام عبد اللہ ہوتا ہے اور اس کا دست راست وزیر ایمن عبد الرب کہلاتا ہے۔ قطب وقت نائب رسول ہوتا ہے اور وزیر ایمن نائب فاروق اعظم۔ قاضی غلام شبر صاحب لکھتے ہیں:

> اس کرامت میں ایک اور سر لطیف ہے گویا حضور اقدس [اچھے میاں] قدس سرہٗ عبد اللہ ہیں جو قطب وقت ہے اور وارثِ حضور [خاتم الاکابر] عبد الملک اور حضرت مولانا [شاہ عین الحق عبد المجید] عبد الرب کہ وزیر ایمن عبد اللہ اور

☆ مدائح حضور نور: ص ۶۵۔

نائب فاروقی ہے۔ اس سے بھی علو مرتبت و قرب منزلت و رازداری وحق گذاری حضرت مولانا [عین الحق عبد المجید] علیہ الرحمۃ صاف ظاہر و آشکار ہے۔☆

خانقاہ قادریہ کا قیام اور رشد و ہدایت کا آغاز:

حضرت شمس مارہرہ کی حیات (۱۲۳۵ھ) تک حضرت شاہ عین الحق مارہرہ شریف ہی میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اپنے شیخ کی حیات میں آپ نے باوجود خلافت واجازت کے کسی کو داخل سلسلہ نہیں کیا۔ حضرت شمس مارہرہ کے وصال (۱۲۳۵ھ) کے بعد مارہرہ شریف میں آپ کا دل نہیں لگا، آپ بدایوں واپس آ گئے اور یہاں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، گویا ۱۲۳۵ھ میں خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کی بنیاد پڑی۔

آپ نے جب سلسلہ رشد و ہدایت قائم فرمایا تو شہر کے تمام معزز خاندانوں کے افراد آپ کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ آل احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مولانا ضیاء القادری لکھتے ہیں:

> وطن میں جب سجادۂ طریقت پر آپ نے جلوس فرمایا آپ کے فضل و کمال، زہد و تقدس اور تصرف و کرامات کا شہرہ دور دراز تک پہنچا۔ تشنگانِ بادۂ طریقت اور مشتاقانِ صہبائے حقیقت آپ کے درِ دولت کو میخانۂ خداشناسی سمجھ سمجھ کر ساغر بکف آنا شروع ہوئے اور فیض ساقی سے سرشار و مخمور ہو ہو کر عرفان الٰہی کے ذوق آشنا ہوئے۔ غربا و مساکین، امرا و عمائد آپ کی کفش برداری ہمیشہ باعث صد افتخار سمجھتے رہے۔ علما و مشائخ آپ کی نگاہِ کرم کے متمنی ہو ہو کر آپ کے باب فیض پر ناصیہ فرسائی کو ہمیشہ ذریعۂ تقرب الی اللہ جانتے رہے۔ خاص بدایوں کے معزز شرفا میں کوئی ایسا گھرانا نہ تھا جو آپ کے سلسلۂ ارادت میں داخل نہ ہو۔☆☆

بفضلہ المقتدر آپ کا قائم کردہ یہ سلسلہ رشد و ہدایت آج دو صدیوں بعد بھی جاری ہے۔ آج بھی خانقاہ قادریہ بدایوں سے فیضان غوث اعظم اور فیضان آل احمد جاری ہے، اِس وقت خانقاہ قادریہ مجیدیہ کی مسند سجادگی پر حضرت اقدس الشیخ عبد الحمید محمد سالم قادری زیدت معالیہ رونق

☆ مدائح حضور نور: ص ۶۵۔ ☆☆ اکمل التاریخ اول: ص ۱۰۰۔

افروز ہیں جو اپنے اسلاف کے سچے وارث و جانشین ہیں۔ رب قدیر و مقتدر اس سلسلہ خیر و برکت کو جاری و ساری رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

وصال اور مزار مبارک:

اپنے پیر و مرشد شمس مارہرہ کے وصال کے بعد آپ ۲۷؍سال ۱۰؍ماہ تک بدایوں میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے۔ ۱۷؍محرم ۱۲۶۳ھ کو وصال فرمایا، درگاہ قادری میں آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔



مراجع ومصادر

☆ احوال ومقامات: مولانا محمد عبدالہادی محمد میاں قادری بدایونی، مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۹۲ء
☆ آداب السالکین: سید شاہ آل احمد اچھے میاں، ترجمہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی، برکاتی پبلشرز کراچی ۱۹۸۷ء
☆ اکمل التاریخ: محمد یعقوب حسین ضیاء القادری، مطبع قادری بدایوں، ۱۹۱۶ء
☆ برکات مارہرہ: طفیل احمد متولی، ص ۷۸، مطبع نول کشور لکھنؤ، غیر مؤرخ۔
☆ بیاض قادری: تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی، مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں
☆ تاریخ خاندان برکات: شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی، برکاتی پبلشر کراچی ۱۹۸۷ء
☆ تذکرہ علمائے ہند: رحمٰن علی، ترجمہ وترتیب: ایوب قادری، ص ۲۲۰، کراچی، ۱۹۶۱ء۔
☆ تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار: مرتبہ قاضی غلام شبر قادری، نامور پریس الہ آباد، ۱۳۰۳ھ
☆ تنبیہ الخلوق: مجاہد الدین ذاکر بدایونی، عکس مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں۔
☆ سالنامہ اہل سنت کی آواز ۱۹۹۹ء: خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف
☆ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف: ص ۱۱۳، وکٹوریہ پریس بدایوں، غیر مؤرخ۔
☆ کمالات عزیزی: نواب مبارک علی خاں، مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء
☆ محافل الانوار: شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی، مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں
☆ مدائح حضور نور: غلام شبر قادری بدایونی، امیر الاقبال پریس بدایوں
☆ مطلع القمرين فی ابانة سبقة العمرين: فاضل بریلوی، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی، ۲۰۱۲ء۔
☆ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ: ثروت صولت، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی
☆ ملفوظات عزیزی: مرتب وجامع مطبع مجتبائی میرٹھ، ۱۳۱۴ھ۔
☆ مواہب المنان: شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی، مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں
☆ وصیت نامہ شمس مارہرہ، بقلم حافظ علی اسداللہ مجیدی، مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں
☆ ہدایت الخلوق: افضل صدیقی بدایونی، عکس مخطوطہ مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں۔

☆☆☆